Regd No P 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۵۰-۳ روپے
ممالک غیر
۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۹ || ۱۰ نبوت ۱۳۳۹ھش | ۲۰ جمادی الاول ۱۳۸۰ھ | ۱۰ نومبر ۱۹۶۰ء || نمبر ۴۵

اخبار احمدیہ

ربوہ ۵ نومبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ

کل حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی اس وقت بھی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۲ نومبر۔ حضرت اقدس کی طرف سے تحریک جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان بذریعہ اخبار الفضل آج یہاں پہنچا اور مقامی احباب نے اپنے آقا امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دفتر اول میں ۷۵/۱۲۸۳ روپے کے اور دفتر دوم میں ۵۰/۲۴۷ روپے کے وعدے لکھائے اللہ تعالیٰ احباب کے اخلاص میں برکت دے۔ آمین۔

قادیان ۸ نومبر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ اب ایک دو روز بعد مع اہل و عیال پاکستان جانیوالے ہیں نومبر کے تیسرے عشرہ میں واپسی متوقع ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان

میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ تحریک جدید میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور زیادہ سے زیادہ مالی قربانی کا نمونہ دکھائیں تا کہ تبلیغ اسلام کا کام قیامت تک جاری رہے

ربوہ ۳۱ اکتوبر۔ کل مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۶۰ء کو مجلس انصار اللہ کے چھٹے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کے نام اپنے ایک خصوصی پیغام میں تحریک جدید دفتر اول کے ۲۷ویں اور دفتر دوم کے سترھویں سال کے آغاز کا اعلان فرمایا۔ حضور کا یہ روح پرور اور بصیرت افروز پیغام کل اجتماع کے آخری اجلاس میں محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے پڑھ کر سنایا اور تحریک جدید کی اہمیت پر ولولہ انگیز پیرایہ میں ایک ایمان افروز تقریر بھی فرمائی۔ حضور ایدہ اللہ کے پیغام کا مکمل متن درج ذیل ہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
هُوَ النَّاصِرُ

برادران جماعت احمدیہ! اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ میں تحریک جدید کے نئے مالی سال کے آغاز کا اعلان کرتے ہوئے دوستوں کو اس تحریک میں زیادہ سے زیادہ جوش اور اخلاص کے ساتھ حصہ لینے اور اپنے وعدوں کو پچھلے سالوں سے بڑھا کر پیش کرنے کی طرف توجہ دلاؤں۔ تحریک جدید کوئی نئی یا عارضی چیز نہیں بلکہ قیامت تک قائم رہنے والی چیز ہے۔ اس لئے مجھے ہر سال اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں لیکن چونکہ مجھے کہا گیا ہے کہ میں اس بارہ میں اعلان کروں اسلئے میں تحریک جدید کے نئے مالی سال کے آغاز کا اعلان کرتا ہوں اور دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اور زیادہ سے زیادہ مالی قربانی کا نمونہ دکھائیں تاکہ تبلیغ کا کام قیامت تک جاری رہے۔ یہ امر یاد رکھو کہ ہماری جماعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام قیامت تک جاری رہے گا۔ پس ہمیں بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ جیسے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشاعت اسلام کا جو کام کیا گیا ہے وہ قیامت تک رہنے والا ہے اور ہمیں قیامت تک اسکے جھنڈے کو بلند رکھنے کیلئے ہر قسم کی قربانیوں سے کام لینا پڑے گا۔

بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اشرار الناس پر آئیگی۔ لیکن اگر لوگ نیکی پر قائم رہیں تو خدا تعالیٰ اس کو بدل بھی سکتا ہے اور بالکل ممکن ہے کہ قیامت اشرار الناس پر نہیں بلکہ اخیار الناس پر آئے۔ یہ تو امت کے لئے بس ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایسا اچھا بنائے کہ خدا تعالیٰ اپنی تقدیر کو بدل دے اور قیامت آنے کے وقت بھی دنیا میں اچھے لوگ ہی ہوں برے نہ ہوں اور چونکہ اس زمانہ میں دنیا کی ہدایت کے لئے خدا تعالیٰ نے ہماری جماعت کھڑی کی ہے اور ہماری جماعت نے قیامت تک اسلام اور احمدیت کو پھیلانے چلے جانا ہے۔ اسلئے ہماری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا فضل کرے کہ قیامت اچھے لوگوں پر ہی آئے اور ہماری جماعت کے افراد کبھی بگڑیں نہیں بلکہ ہمیشہ نیکی اور تقویٰ پر قائم رہیں۔ سلسلہ سے پورے اخلاص کے ساتھ وابستہ رہیں۔ اسلام اور احمدیت کی اشاعت کیلئے ہر قسم کی قربانیاں کرتے رہیں اور اپنے نیک نمونہ سے دوسروں کی ہدایت کا موجب بنیں مگر اس کیلئے ضروری ہے کہ آپ لوگ بھی اپنا اچھا نمونہ دکھائیں اور دوسروں کو بھی اپنے عملی نمونہ اور جدوجہد سے نیک بنانے کی کوشش کریں۔ تاکہ قیامت اشرار الناس پر نہیں بلکہ اخیار الناس پر آئے اور ہمیشہ آپ لوگ ان کی خدمت میں لگے رہیں جو خدا تقدیریں بناتا ہے وہ اپنی تقدیروں کو بدل بھی سکتا ہے اگر آپ لوگ اپنے اندر ہمیشہ نیکی کی روح قائم رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ لوگوں سے عمل کے ساتھ اپنی تقدیر کو بھی بدل دیگا۔ اور قیامت تک نیک لوگ دنیا میں قائم رہیں گے۔ جو خدا تعالیٰ کے نام کو بلند کرتے رہیں گے۔

پس کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو قیامت تک لے چلا جائے اور اخیار کی صورت میں بدلے نہ کہ اشرار کی صورت میں۔ اللہ کرے کہ جو ہماری جماعت پر آئے وہ زیادہ سے زیادہ نیک لوگوں کی تعداد ہمارے اندر پیدا کرے اور ہماری قربانیوں کے معیار کو اور بھی اونچا کردے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو اور وہ آپ کو اس تحریک میں پورے جوش اور اخلاص کے ساتھ حصہ لینے کی توفیق بخشے اور ہمیشہ آپ کو خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

اللّٰھم آمین

قادیان میں جماعت احمدیہ کا انہترواں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۱۶-۱۷-۱۸ دسمبر سنہ ۱۹۶۰ء

احباب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۶۹واں جلسہ سالانہ ۱۶، ۱۷ اور ۱۸ دسمبر ۱۹۶۰ء کو ہوگا۔ جملہ امراء و صدر صاحبان و مبلغین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس کی اطلاع افراد جماعت و زیر تبلیغ دوستوں کو دے کر شمولیت کے لیے ابھی سے تحریک کرنا شروع کردیں تاکہ زیادہ سے زیادہ دوست اس روحانی اجتماع سے مستفید ہونے کیلئے قادیان تشریف لائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۶۰ء

تحریک جدید
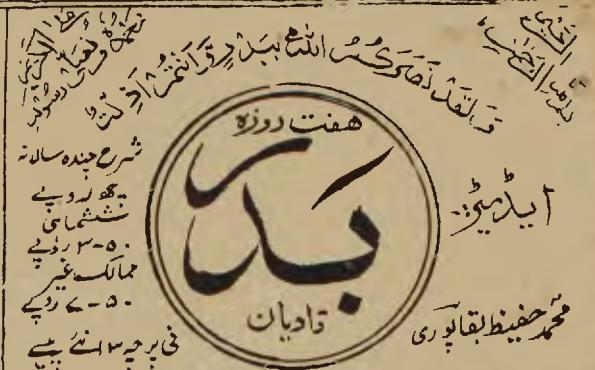
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور تازہ پیغام اس اشاعت کے پہلے صفحہ پر درج کیا گیا ہے۔ اس پیغام کے ذریعہ ایک تو حضور نے تحریک جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان فرمایا ہے۔ اور دوسرے نہایت جامع الفاظ میں جماعت کے عظیم مقصد اور اس کے مطابق احباب کرام کو بڑھ چڑھ کر قربانیوں میں حصہ لینے کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔

تحریک جدید وہ مبارک تحریک ہے جس کے ذریعہ آج منظم طور پر اکناف عالم میں تبلیغ اسلام کا کام جاری ہے۔ سینکڑوں مبلغین اس مقصد کے لئے دور دراز کے ممالک میں مصروف عمل ہیں ان کی جگہ لینے کے لئے مرکز میں نئے مبلغ تیار ہو رہے ہیں۔ مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اسلامی لٹریچر کی وسیع اشاعت کا حسب دلخواہ انتظام جاری ہے۔ اہم مقامات پر مساجد کی تعمیر ہو رہی ہے۔ باوجودیکہ احمدیہ جماعت غریب افراد کی جماعت ہے۔ مگر ان غرباء کے دلوں میں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے قربانی کا ایک ایسا جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرتے اور اپنے پیٹ کاٹ کر خدا کی راہ میں اپنے پاکیزہ اموال خرچ کرنے میں لذت محسوس کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے بھی ان کی قربانیوں کو نوازا اور ان میں برکت دی۔ اور جماعت کو اس قدر وسعت دی کہ خدا کے فضل سے آج اس جماعت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ غیر ممالک کے ہزاروں نفوس جو کچھ عرصہ پیشتر اسلام اور بانیٔ اسلام سے قطعی ناآشنا تھے آج آپ پر درود بھیجتے اور آپ کی غلامی میں اپنے تئیں شمار کرنے میں سعادت خیال کرتے ہیں!!

امید ہے مخلصین اپنے محبوب امام ہمام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلد سے جلد نئے سال کے وعدے مرکز میں بھجوائیں گے۔ اور اس کے بعد ان کے ایفاء کی طرف جلد توجہ دیں گے تا جس عظیم مقصد کے لئے انہوں نے اس قربانی میں حصہ لیا۔ اس کے حصول میں ان کے اموال بھی ایک واسطہ اور ذریعہ بن سکیں

پوجا اور سیوا

ایک مختصر سی خبر گذشتہ ہفتہ اخبارات میں شائع ہوئی۔ کہ مورخہ ۱۳ر اکتوبر کو رائے پور کے پبلک جلسے میں تقریر کرتے ہوئے وزیر اعظم پنڈت نہرو نے اس امر کا انکشاف کیا کہ حال ہی میں روس کی طرف سے جو دو تین گائیں بطور تحفہ دی گئی تھیں ان میں سے ہر ایک روزانہ ایک من سے زائد دودھ دیتی ہے۔ اسی جلسہ میں بیٹھے ہوئے مدھیہ پردیش کانگرس کے صدر سے آپ نے دریافت کیا کہ یہاں اوسط گائیں روزانہ کتنا دودھ دیتی ہیں۔ تو انہوں نے بتایا کہ تقریباً نصف سیر۔ اس پر جو کچھ وزیر اعظم نے فرمایا اور اخبار پرتاپ (جالندھر) کی خبر کے مطابق یہ تھا کہ

"اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ ہمارے ملک میں جہاں گئوؤں کی پوجا ہوتی ہے وہاں کی گئوؤں میں کتنا فرق رہتا ہے"

(پرتاپ ۱۱/۶۰ ۱)

بلا شبہ یہ بات سوچنے کے قابل ہے۔ کہ روسی گائے بمقابلہ ہندوستانی گائے اس قدر زیادہ دودھ کیوں دیتی ہے۔ کیا اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ روس نے گائے کی پوجا سے زیادہ اس کی غور و پرداخت اور اس کی حقیقی سیوا کی طرف توجہ دی اور نتیجۃً ہندوستانی گائے کے مقابلہ پر یہ زائد دودھ حاصل کیا۔ ادھر گائے کے پجاری کو اس کی پوجا کی طرف زیادہ دھیان رہا وہ بھول گیا کہ جس کی وہ پوجا کرتا ہے آخر اس کو کھانے کے لئے بھی تو کچھ ملنا چاہیئے!! یہاں تو معاملہ ہی صاف ہے۔ ملک میں ناکارہ گایوں کی اس قدر تعداد ہے کہ چارے کا معتد بہ حصہ تو فقط انہیں کی نذر ہو جاتا ہے۔ اب یہ دودھ دینے والی گائیں کھائیں تو کہاں سے؟ جو اگر ان کو پیٹ بھرنے کے لئے چارہ دیں تو ان کی زندگی اور موت کا سوال ہے اور جیتے جی ان کو کھانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا!! اب لازماً دودھ دینے والی گایوں کا چارہ بھی تقسیم ہو کر ایسی قریب المرگ گایوں کی زندگی کا سہارا بنتا ہے۔ اور اس طرح ہندوستانی گائے کے روزانہ دودھ کی اوسط جبراً کم ہو جاتی ہے — گویا گائے کے دودھ میں کمی بھی گائے کی پوجا اور سیوا کا لازمی نتیجہ ہے کسی نے گائے کی سیوا کی تو اس نے منوں دودھ لے لیا۔ اور کسی نے ظاہری طور پر گائے کی پوجا کو اہم سمجھا اس نے ملکی گائے کے تازہ دودھ اور گھی کی جگہ غیر ملکی خشک دودھ استعمال کر لیا اور خالص وناسپتی سے کھانے تیار کر لئے!! —

اکثریت کے لئے ہیں

انگریز کی غلامی سے آزاد ہو جانے پر اسی برصغیر میں بھارت اور پاکستان دو الگ الگ مملکتیں معرض وجود میں آئیں۔ مذہبی نقطۂ نگاہ سے بھارت میں مختلف مذاہب کے پیرو بستے ہیں۔ اسلئے آزادی کے بعد ماہرین نے گہرے غور و فکر کے بعد سیکولر نظام حکومت کو اپنے ملک کے لئے زیادہ موزوں خیال کیا۔ اور اسی نہج پر اس کا دستور تیار کیا گیا۔ نئے دستور نے سارے باشندگان وطن کو تحریر و تقریر اور عقیدے کی آزادی کا دستوری تحفظ دیا۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اس سرزمین میں اکثریت کے پہلو بہ پہلو جملہ اقلیتوں کو بھی ہر طرح پھولنے پھلنے کے مواقع حاصل ہیں۔ اقلیت کو اکثریت سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے!!

ادھر دستور کے لاگو ہونے کے باوجود بعض فرقہ پرست جو ملک کے اکثریتی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں وقتاً فوقتاً ایسے خیالات کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ جس سے کم از کم اس تحفظ پر حرف آتا ہے جو دستور کی رو سے ملک کی اقلیتوں کو دیا گیا ہے۔ مثلاً ان لوگوں کے نزدیک ہندوانہ رسم و رواج کو اپنانے والا حقیقی معنوں میں ہندوستانی ہے نہ کہ ہندوستان کو اپنا وطن بنا کر اس میں بود و باش اختیار کر لینے والا اسی بنا پر عقیدہ کے نمایاں فرق کے باعث ایک مسلمان ان لوگوں کی طعن کا اکثر نشانہ بنا رہتا ہے۔ اور اکثریت کے نشہ میں چور مختلف پیرایوں میں ہندوستانی مسلمانوں کو اس بات کی ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ ملک سے اپنی وفاداری ثابت کرنے کے لئے اکثریتی فرقہ کے رسم و رواج کو اپنائیں تا فرقہ پرستوں کے نزدیک بھی وہ ہندوستانی قرار پائیں چنانچہ حال ہی میں دیوالی کے ذکر پر اخبار پرتاپ نے لکھا:—

"اس دن سارے بھارت ورش میں دیپ مالا کی جاتی ہے غریب سے غریب ہندوستانی بھی اپنا فرض سمجھتا ہے کہ اپنے گھر کے باہر ایک دیا روشن کر دے۔ ہندوستانیوں میں مسلمان شامل نہیں کیونکہ برسوں ہندوستان میں رہنے کے باوجود وہ اپنے تئیں ہندوستانی نہیں سمجھتے وہ اپنے تیوہار صرف دو مناتے ہیں دونوں عیدیں جن کا تعلق ان کے مذہب سے ہے۔"

گویا معاصر کے نزدیک دیپ مالا کرنے سے ہی کوئی شخص "ہندوستانی" بن سکتا ہے!! یہ ہے تو بیانوکھا خیال مگر فرقہ پرستی کے عین مطابق!! لیکن ایسی فرقہ پرستی کس حد تک ملک کے [illegible]

جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء پر قادیان میں تشریف لانیوالے احباب کی توجہ کیلئے

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ قادیان

قادیان میں احمدیہ ایریا میں محدود مکانات ہونے کی وجہ سے گزارش ہے کہ جو احباب اہل و عیال سمیت اس سال قادیان آ رہے ہوں اور وہ الگ رہائش کے لئے کمرہ کی خواہش رکھتے ہوں وہ جلد مطلع فرماویں تاکہ ان کے لئے انتظام کرنے کی کارروائی کی جا سکے لیکن ہماری پوری کوشش کے باوجود اگر قلت مکانات کی وجہ سے کچھ احباب کے لئے الگ کمروں کا انتظام نہ ہو سکا تو امید ہے آنے والے احباب ہم سے تعاون فرما کر جس جگہ ٹھہرایا جائے گا وہیں ٹھہر کر ممنون فرماویں گے۔

افسر جلسہ سالانہ قادیان

اپنی ساری طاقتیں اور صلاحیتیں کام اور صرف کام کیلئے وقف کردو

یاد رکھو عمل کے بغیر دُنیا میں کوئی قوم کامیابی حاصل نہیں کر سکتی

اپنے خیالات افکار اور اپنے کردار میں ایسی پاک تبدیلی پیدا کرو کہ تم اسلام کا مجسم نمونہ بن جاؤ

دُنیا تمہارے چہروں سے اس نور کو مشاہدہ کرنا چاہتی ھے جس کیلئے وہ سرگرداں ھے وہ تمہارے قلوب سے نکلی ہوئی تسکین کی وہ شعاعیں دیکھنا چاہتی ھے جو گناہوں کی آگ کو بالکل سرد کر دیں

خدام الاحمدیہ کے آٹھویں سالانہ اجتماع میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی روح پرور تقریر

فرمودہ ۲۰ر اکتوبر سنہ ۱۹۴۶ء بمقام قادیان

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

مجبوریاں اور پابندیاں

ہمارے ملک کا خاصہ ہو گئی ہیں ہمارا کوئی پروگرام ایسا نہیں ہوتا۔ جس کا خاتمہ مجبوریوں اور پابندیوں کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ لگا کر نہیں ہوتا۔ دُنیا کے پردہ پر باقی اقوام کے پروگرام میں بہت ہی کم پروگرام ایسے ہوتے ہیں جن پر مجبوریوں اور پابندیوں کا ذکر کیا جائے۔ لیکن ہمارے ملک کے افراد کی زبان پر آخری الفاظ مجبوری اور پابندی کے ہی ہوا کرتے ہیں۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ لعنت کا طوق ہمارے ملک کی گردن سے کب دور ہوگا۔ اور کب مجبوری اور پابندی بجائے قاعدہ کے استثناء بن جائے گا۔ یہ کوئی کہہ نہیں سکتا کہ کسی کام میں مجبوری اور پابندی نہیں ہوتی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔

عرفت ربی بفسخ العزائم

بعض دفعہ بڑے بڑے پختہ عزائم کرنے کے باوجود مجھے پیچھے ہٹنا پڑا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ میرے اوپر ایک خدا بھی ہے لیکن یہ استثناء ہے اور اس استثناء کا قاعدہ کی جگہ استعمال اس سے بھی زیادہ حماقت ہے۔ جیسے یہ فیصلہ کر لینا کہ ایک احمقانہ امر ہے کسی قاعدہ میں استثناء نہیں ہو سکتا بیوقوفی ہے بلکہ جب بھی بعض استثنائی صورتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً ہمارے مذہب میں یہ اجازت دی جاتی ہے کہ اگر کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکو تو بیٹھ کر نماز پڑھ لو۔ اور اگر بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکو تو لیٹ کر نماز پڑھ لو اگر لیٹ کر نماز نہ پڑھ سکو تو سر کی جنبش سے نماز پڑھ لو اگر سر کی جنبش سے بھی نماز نہ پڑھ سکو تو محض انگلی کی جنبش سے نماز پڑھ لو اگر انگلی کی جنبش سے بھی نماز نہ پڑھ سکو تو آنکھوں کے اشاروں سے نماز پڑھ لو اور اگر آنکھوں کے اشاروں سے بھی نماز نہ پڑھ سکو تو پھر دل میں ہی نماز پڑھ لو۔ اگر ہمارے مذہب میں یہ حکم نہ ہوتا تو سینکڑوں نہیں ہزاروں ہزار آدمی نماز سے محروم ہو جاتے۔ مسلمان اس وقت چالیس پچاس کروڑ ہیں۔ اور ان چالیس پچاس کروڑ میں سے دو تین کروڑ ہر وقت ایسے بیمار ہو سکتے ہیں کہ ان کے لئے حرکت کرنا یا کھڑا ہونا مشکل ہو ایسے لوگوں کے لئے اگر اللہ تعالیٰ نے کوئی سہل تر راہ رکھی ہوتی اور کوئی راستہ ان کے لئے تجویز نہ کیا ہوتا تو نماز سے محروم ہو جاتے پس

اسلام کی یہ ایک بہت بڑی خوبی ہے

کہ اس نے ہر قسم کی طبائع کا لحاظ رکھا اور اپنے احکام کے ساتھ استثنائی صورتوں کے جواز کا بھی راستہ کھول دیا۔ جب ہم دشمن کے سامنے اسلام کی خوبیاں کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے مذہب میں یہ جائز ہے کہ اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے تو لیٹ کر نماز پڑھ لے اگر لیٹ کر نماز نہ پڑھ سکے تو انگلی کے اشارہ سے نماز پڑھ لے اگر انگلی کے اشارہ سے نماز نہ پڑھ سکے تو اپنی آنکھوں کی جنبش سے نماز پڑھ لے اور اگر وہ اپنی آنکھ کی جنبش سے بھی نماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو دل میں ہی نماز کے کلمات ادا کر لیا کرے۔ اور ہم یہ بات ایک عیسائی کے سامنے بیان کرتے ہیں یا ایک یہودی کے سامنے بیان کرتے ہیں یا ایک ہندو کے سامنے بیان کرتے ہیں یا ایک زرتشتی کے سامنے بیان کرتے ہیں اور اس کا وہ مذہب جو رسم و رواج کے بندھنوں میں جکڑا ہوا ہوتا ہے اس قسم کی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتا تو اس کا سر جھک جاتا ہے۔ اس کی آنکھیں نیچی ہو جاتی ہیں اور

ہماری گردن فخر سے تن جاتی ہے

اس لئے نہیں کہ ہم نے بہادری کا کام کیا بلکہ اس لئے کہ ہمیں خدا نے ایک ایسی تعلیم دی ہے جو اپنے اندر استثناء بھی رکھتی ہے۔ یہ چیز تو یقیناً شاندار ہے۔ اور دشمن پر اس کا اثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لیکن اگر ہم مساجد میں جائیں اور دیکھیں کہ تمام نمازی لیٹے ہوئے ہیں کوئی انگلی کے اشارہ سے نماز پڑھ رہا ہے کوئی سر کی جنبش سے نماز پڑھ رہا ہے کوئی محض آنکھوں کو حرکت دے کر ہی فریضہ نماز ادا کر رہا ہے اور کوئی دل میں نماز کے کلمات پڑھ رہا ہے تو کیا

اس نظارہ

کے بعد تم دنیا کی کسی قوم کے سامنے بھی اپنا سر اونچا کر سکتے ہو کیا تمہارا سینہ اس نظارہ کو دیکھ کر فخر سے تن سکتا ہے یا کیا دشمن کے سامنے تم اپنی گردن اونچی کر سکتے ہو۔ ہر شخص تمہاری طرف حقارت کی نگاہ سے دیکھے گا اور کہے گا تمہاری قوم مریضوں کی قوم ہے۔ تمہاری قوم تھکے ماندے اور کمزور لوگوں کی قوم ہے۔ یہ آج مری یا کل۔ اس نے بھلا دُنیا میں کیا تغیر پیدا کرنا ہے۔ اب دیکھو وہی چیز جو استثناء کی صورت میں ہمارے لئے عزت کا موجب بن سکتی ہے عام حالات میں ہمارے لئے نہایت ہی ذلت اور شرمندگی کا موجب بن جائے گی اور ہم آنکھیں اٹھا کر چلنے کے قابل بھی نہیں رہیں گے۔ پس یہ صحیح ہے کہ عرفت ربی بفسخ العزائم ہم نے اپنے رب کو فسخ عزائم سے ہی دیکھا ہے۔ لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ

ہمارے فسخ عزائم کی اب اتنی کثرت ہو گئی ہے

کہ حضرت علیؓ نے تو کہا تھا عرفت ربی بفسخ العزائم لیکن ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ نسیت ربی بفسخ العزائم میں نے اپنے عزائم کو توڑ توڑ کر اپنے خدا کو بالکل بھلا دیا ہے اگر میرے اندر اپنے عزائم کو پورا کرنے کی کوئی بھی نیت ہوتی تو میں اپنے ارادوں کو اتنا نہ توڑتا بلکہ خدا تعالیٰ کے خوف اور اس کے تقویٰ سے متاثر ہو کر کچھ نہ کچھ اپنے عزائم کو پورا کرنے کی کوشش کرتا۔ میں سمجھتا ہوں اگر کوئی شخص اپنا پورا زور لگا کر کسی بات پر عمل کرتا ہے تب بے شک اس کا حق ہوتا ہے کہ وہ کہے مجبوری اور پابندی فلاں کام میں

روک بن گئی

ہے لیکن ابھی تک ایسا کام کرتے ہوئے ہم نے خدام کو نہیں دیکھا کہ ہم یہ سمجھ سکیں کہ اس کے بعد واقعہ میں ان کے لئے مزید کام کرنے میں کوئی مجبوری اور معذوری حائل تھی۔ میں سمجھتا ہوں ابھی کوئی ایک شخص بھی کھڑے ہو کر نہیں کہہ سکتا کہ اس نے ایک ہفتہ بھی خدام کو ایسے رنگ میں کام کرتے دیکھا ہے کہ اس کے بعد ان سے

کسی اور کام کا مطالبہ

نہیں کیا جا سکتا اور اگر کیا جائے تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ وہ انسان نہیں

بلکہ فرشتے ہیں۔ اس وقت تمہارے ماں باپ یہاں بیٹھے ہیں۔ تمہارے بڑے بھائی یہاں بیٹھے ہیں۔ تمہارے بزرگ اور رشتہ دار یہاں بیٹھے ہیں۔ کیا وہ قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں کو اتنا کام کرتے دیکھا ہے کہ اس سے زیادہ کام کرنے کی ان سے امید کرنا حماقت اور نادانی ہے۔ اگر ایسا ہو تو بے شک فسخ عزائم بھی تمہارے لئے ایک زیور بن جائے گا۔ جو تمہارے لئے زینت اور حضرت علیؓ کے قول کے مطابق

خدا تعالیٰ کی شناخت

کا ایک ذریعہ ہو گا۔ لیکن اگر تم نے وہ جد و جہد نہیں کی جو تمہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ اگر تم نے اتنی جد و جہد بھی نہیں کی۔ جتنی جد و جہد یورپین اقوام اپنے دنیوی مقاصد کے لئے کر رہی ہیں۔ تو تمہارا فسخ عزائم کو پابندی اور مجبوری کا نتیجہ سمجھنا اللہ تعالیٰ کے قانون کی ہتک ہے۔ لوگ کہتے ہیں

اس ملک میں ملیریا بہت ہے

اور اسی کے زہر کا یہ نتیجہ ہے کہ طبائع میں جمود اور تکاسل پایا جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ درست ہو تب بھی اس حالت کو بدلنا ہمارا فرض ہے۔ اگر ہم نے دنیا میں کوئی نیک تبدیلی پیدا کرنی ہے۔ تو یقیناً ہمارا فرض ہے کہ ہم اس امر کو ہمیشہ ملحوظ رکھیں کہ وہ چیز جو ہمارے بڑوں کے لئے سستی کا موجب ہوئی تھی وہ آئندہ نئی نسل میں پیدا نہ ہو۔ اگر نئی نسل میں پہلوں سے زیادہ سستی پیدا ہوتی ہے تو یقیناً یہ چیز ہمارے لئے فخر کا موجب نہیں ہو سکتی تو اس سستی کے نتیجہ میں ہمارا کام صحیح طور پر ہو سکتا ہے اور نہ ہم اپنی تنظیم کے اعلیٰ ہونے کا دعوے کر سکتے ہیں کیونکہ تنظیم وہی کامیاب ہوتی ہے جس کی اگلی کڑی پہلی کڑی سے زیادہ مضبوط ہو۔ اور جس کے نتیجہ میں آئندہ نسل پہلوں سے زیادہ فرض شناس اور کام کرنے والی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں

اسی ملیریا زدہ ہندوستان کے اندر قادیان میں اپنے اوقات بسر کرنے والے اور بہت کم خوراک استعمال کرنے والے لوگ ہماری جماعت میں پائے جاتے تھے مگر ان کے اخلاص اور ان کی قربانی اور ان کی مستعدی اور ان کی جانفشانی کی یہ حالت تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے کوئی حکم سنتے تو وہ راتوں رات بٹالہ یا گورداسپور یا امرتسر پہونچ جاتے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کی تعمیل کر کے واپس آتے۔ اب بجائے اس کے کہ ہمیں ترقی ہوتی ہمیں اس میں تنزل کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ حالانکہ چاہیئے تھا کہ پہلے اگر ایسے کام پیش آنے پر ہماری جماعت کے لوگ پیدل بٹالہ امرتسر اور گورداسپور پہونچ جاتے تھے تو آجکل کے خدام لاہور گوجرانوالہ اور پشاور جانے کے لئے تیار ہو جاتے۔ تب ہم سمجھتے کہ یہ چیز ہمارے لئے خوشی کا موجب ہے اور ہماری بیماری کو آئندہ نسل نے اپنے جسم سے دور کر دیا ہے۔ آئندہ نسل پہلے سے بہتر پیدا ہو رہی ہے۔ اگلی اس سے بہتر پیدا ہو گی۔ اور تیسری اس سے بہتر پیدا ہو گی۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ ہمارے اندر اتنی طاقت پیدا ہو جائیگی کہ ہم کام کی صلاحیت کے لحاظ سے یورپین اقوام کا مقابلہ کر سکیں گے۔ لیکن اگر یہ بات ہمیں نصیب نہیں۔ اور اگر ہم کم سے کم کام کر سکتے ہیں۔ تو یہ ہمارے لئے موت کی علامت ہے۔ ہمارے لئے رونے کا مقام ہے۔ خوشی اور مسرت کا نہیں۔ یہ چیز ہے جو خدام الاحمدیہ سے تعلق رکھتی ہے اور

یہ چیز ہے جو خدام الاحمدیہ کو اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے

باقی جلسے کرنا تقریریں کرنا اور کچھ شعر وغیرہ پڑھ دینا کوئی چیز نہیں۔ جیسے ثاقب صاحب نے ابھی نظم پڑھی ہے۔ مگر نہ اس سے ثاقب صاحب کا دل ہلا۔ نہ سننے والوں کا دل ہلا۔ ورنہ واہ وا اور سبحان اللہ کا شور بلند ہوتا۔ پرانے زمانے میں کم سے کم اتنی بات تو تھی کہ خواہ بناوٹ اور تکلف سے ہی سہی بہرحال جب ایک شاعر اپنے شعر سناتا تو لوگ بھی جھومنے اور ناچنے اور سر مارنے لگ جاتے۔ تم اس کو بناوٹ ہی کہو مگر وہ اتنا تو کہہ سکتے تھے کہ ہمارے شعروں میں یہ اثر ہے کہ لوگ ناچنے لگ جاتے ہیں۔ لیکن آجکل شعروں میں کیا ہوتا ہے۔ صرف لفاظی اور لفاظی اور لفاظی اور لفاظی۔ میں نے پچھلی دفعہ سب سے زیادہ زور اس امر پر دیا تھا کہ تم عملی رنگ میں کام کرو اور دنیا کے سامنے

اپنے کام کا نمونہ پیش کرو

اس وقت یورپ تو الگ رہا ہندوؤں میں بھی تم سے بہت زیادہ چستی اور بیداری پائی جاتی ہے اور وہ بہت زیادہ اپنی تنظیم کی طرف متوجہ ہیں۔ مگر تم نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ حالانکہ عمل کے بغیر دنیا میں کبھی کوئی قوم کامیابی حاصل نہیں کر سکتی۔ میرے پاس رپورٹ کی گئی ہے۔ کہ خدام الاحمدیہ کا معائنہ کیا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ انڈر نرشڈ

Under nourished

ہیں یعنی ان میں سے بہت سے نوجوان مناسب غذا نہ ملنے کی وجہ سے کمزور ہیں مگر انڈر نرشڈ

Under nourished

کے یہ معنی نہیں کہ انہیں غذا کافی نہیں ملتی بلکہ درحقیقت اس کے یہ معنے ہیں کہ ان کی غذا صحیح طور پر ہضم نہیں ہوتی۔ میں نے بہت مطالعہ کیا ہے۔ اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اکثر موٹے آدمی بہت ہی کم غذا کھایا کرتے ہیں۔ جب بھی میں نے تحقیق کی ہے مجھے یہی معلوم ہوا ہے۔ کہ دُبلے آدمی زیادہ کھاتے ہیں اور موٹے آدمی کم۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ موٹے آدمی کے معدہ میں ایسا بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ جب غذا اندر جاتی ہے۔ تو انسانی جسم کی مشینری اس غذا کو شکر میں تبدیل کر دیتی ہے۔ اور اس طرح اسے دوسروں کی نسبت بہت کم غذا کی ضرورت محسوس ہوتی ہے پس

کمزوری کی اصل وجہ

غذا کی قلت نہیں بلکہ اس کا بہت بڑا تعلق انسان کی قوت ہاضمہ کے ساتھ ہے اگر کسی شخص کے معدہ میں کوئی ایسی تبدیلی پیدا ہو گئی ہے کہ وہ روٹی چاہے کس قدر کھائے فضلہ زیادہ سے زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ تو وہ دس روٹیوں سے اتنا فائدہ نہیں اُٹھا سکے گا جتنا دوسرا شخص صرف ایک روٹی کھا کر اٹھا لے گا۔ یہ چیزیں ایسی ہیں جن کا انسان کی قوت ہاضمہ کے ساتھ تعلق ہے طبیعت کے نشاط اور عزم سے بھی بہا موثر تعلق رکھتے ہیں۔ اور تھوڑی تھوڑی غذا سے بھی [illegible] ہیں

نہایت اعلیٰ درجہ کی قوت عملیہ

پیدا ہوتی ہے۔ اگر غذا کے ساتھ ورزش رکھی جائے۔ اور پھر غذا کے استعمال کے وقت بشاشت اور نشاط کو قائم رکھا جائے۔ تو غذا ایسے طور پر جزو بدن ہوتی ہے کہ انسان کے تمام قویٰ میں ایک طاقت محسوس ہونے لگتی ہے۔ جسے ہمارے ملک میں الگ لگنا کہتے ہیں۔ اور یہ چیز اس کی ترقی اور راحت کا موجب ہوتی ہے۔ پس غذا کے صحیح نہ ملنے کے یہ معنے نہیں ہیں کہ لوگوں کو غذا کی کمی کی شکایت ہے بلکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ انہیں غذا کے استعمال کا صحیح طریق معلوم نہیں۔ اگر صحیح طور پر غذا کھائی جائے تو تھوڑی سے تھوڑی غذا بھی انسان کے اندر بہت بڑی قوت پیدا کر دیتی اور اس کے قلب میں

نئی امنگ اور نیا جوش

بھر دیتی ہے۔ صحابہؓ کو کونسی غذا ملتی تھی بہت سے صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہمیں کبھی پیٹ بھر کر روٹی نہیں ملی۔ اس کے مقابل میں دیکھو یہاں کتنے لوگ ہیں جن کو پیٹ بھر کر کھانا میسر نہیں آتا۔ یہاں چند گھر ایسے ہوں تو ہوں جو کبھی ناواقفی کی وجہ سے بھوکے رہ جائیں لیکن صحابہؓ میں تو اکثر ایسے تھے جن کو پیٹ بھر کر روٹی نہیں ملتی تھی۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے اپنے کام اتنی علو ہمتی سے سرانجام دیئے ہیں کہ دین تو دین رہا دنیا کے کاموں میں بھی وہ ایک نمونہ قائم کر گئے ہیں اس کی یہی وجہ تھی کہ ان کے اندر

ایک غیر معمولی جذبہ

پایا جاتا تھا۔ اور وہ سمجھتے تھے کہ ہم دنیا میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ اور یہ تغیر ہمارے ہاتھوں سے پیدا ہو کر رہے گا۔ یہ چیز تھی جو ان کی اُمنگوں کو قائم رکھتی تھی۔ یہ چیز تھی جو ان کی ہمتوں کو بلند رکھتی تھی۔ یہ چیز تھی جو ان کے عزم اور ان کے ارادہ کو کبھی متزلزل نہیں ہونے دیتی تھی اور یہ چیز تھی جو انہیں ترقی کے میدان میں ہمیشہ آگے ہی آگے اپنا قدم بڑھانے پر مجبور کرتی تھی۔ تمہارے جسم پر کبھی پھٹا ہوا کپڑا ہو تو تم رونے لگ جاتے ہو۔ اور کہتے ہو ہماری قسمت کیسی پھوٹ گئی کہ ہمیں پہننے کے لئے پھٹا ہوا کپڑا ملا۔ مگر صحابہؓ کو پھٹا ہوا کپڑا بھی ملتا تو ان کا سر اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جاتا۔ ان کی زبان اس کے احسان کے ذکر سے تر ہو جاتی۔ اور وہ کہتے کتنا اچھا کپڑا ہے۔ جو ہمارے خدا نے ہمیں دیا۔ انہیں اگر ایک سوکھی ہوئی روٹی کا ایک ٹکڑا بھی چار دن کے بعد ملتا تو خوشی سے ان کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو جاتی اور وہ کہتے الحمدللہ خدا نے ہمیں اپنے انعام سے نوازا۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں جو فائدہ سوکھی روٹی کے ٹکڑوں نے دیا وہ تمہیں پلاؤ اور قورمہ بھی نہیں دیتے آج جسے پلاؤ ملتا ہے وہ پلاؤ تو کھا جاتا ہے مگر ساتھ ہی اس حسرت سے اس کا دل کباب ہو رہا ہوتا ہے کہ پلاؤ کے ساتھ زردہ نہیں جسے پلاؤ اور زردہ میسر آ گیا وہ پلاؤ اور زردہ کھاتے ہوئے خون کے آنسو بہا رہا ہوتا ہے اور کہتا ہے پلاؤ اور زردے کو میں کیا کروں فرنی کہاں

اس کے ساتھ نہیں۔ جسے دال ملتی ہے وہ گوشت کے لئے مرتا ہے۔ جسے گوشت ملتا ہے وہ چاولوں کے لئے تڑپتا ہے جسے کھانے کے لئے چار روٹیاں ملتی ہیں وہ سمجھتا ہے چار روٹیوں سے کیا بنتا ہے ملتیں تو چھ ملتیں۔ جسے دو ملتی ہیں۔ وہ ایک ایک لقمہ زہر مار کر رہا ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ دو روٹیاں بھی کوئی روٹیاں ہیں ملتی تو چار ملتیں۔ اور جس کو ایک روٹی ملتی ہے۔ وہ روٹی بھی کھاتا جاتا ہے مگر ساتھ ہی اس کا خون کھول رہا ہوتا ہے کہ میں کتنی بڑی مصیبت میں گرفتار ہو گیا مجھے کھانے کے لئے صرف ایک روٹی مل رہی ہے۔ وہاں روکھی سوکھی روٹی کا ٹکڑا بھی ملتا تھا۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہم تو اس ٹکڑے کے بھی مستحق نہ تھے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے یہ ٹکڑا ہمیں عنایت کیا۔ نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ وہ روکھی روٹی کا ٹکڑا ان کے انگ انگ جاتا تھا۔ ان کے اندر طاقت پیدا کرتا تھا اور ان کے جذبۂ شکر گزاری کو اور بھی بڑھا دیتا تھا

فتح مکہ کے دن

جس دن عرب کا نظام امارت ختم ہوا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ مکہ کے بڑے بڑے صنادید جن کی ساری زندگی اسلام کی دشمنی میں گذری تھی گردن جھکائے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ نے ان کے سامنے یہ اعلان کیا کہ جاؤ میں تمہیں کچھ نہیں کہتا تم سب میری طرف سے آزاد ہو۔ یہ اعلان کرنے کے بعد آپ اپنی پھوپھی کے پاس گئے اور فرمایا پھوپھی کچھ کھانے کو ہے۔ پھوپھی نے کہا میرے عزیز بچے اگر میرے پاس کچھ کھانے کو ہوتا تو میں تمہیں خود ہی بلا کر کیوں نہ کھلا دیتی۔ میرے گھر میں تو سوائے ایک سوکھی روٹی کے جو کئی دن سے پڑی ہوئی ہے اور کچھ نہیں۔ آپ نے کہا دکھائیں تو سہی۔

وہ کونسی روٹی ہے

جب وہ سوکھی روٹی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائی گئی تو آپ نے فرمایا پھوپھی یہ تو بہت ہی اچھی روٹی ہے اس کے ساتھ اور کیا چاہئے۔ کیا آپ افسردہ ہو رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ میرے گھر میں کھلانے کو کچھ نہیں پھر فرمایا۔ پانی ہے۔ آپ کی پھوپھی پانی لائیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ سوکھی روٹی اس پانی میں بھگو دی۔ اس کے بعد فرمایا۔ سالن ہے۔ پھوپھی نے کہا سالن ہمارے گھر میں کہاں سے آیا۔ اگر ہوتا تو میں پہلے نہ لاتی۔ میرے پاس تو صرف تھوڑا سا کھٹا سرکہ پڑا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سرکہ سے اچھا سالن اور کیا ہوگا۔ لائیں اس سے روٹی کھا لوں۔ چنانچہ سرکہ لایا گیا۔ اور آپ نے اس سے بھگوئی ہوئی روٹی کھائی۔ یہ انگ لگنے والا کھانا تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے

سرکہ کو بھی خدا کی نعمت سمجھا

اور سوکھی روٹی اس کے ساتھ کھا کر اس کے فضل کا شکر ادا کیا۔ پس درحقیقت ہاضمہ انسان کی اس بشاشت سے پیدا ہوتا ہے جو دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اگر خوشی سے ایک معمولی چیز بھی کھائی جائے تو وہ بہت زیادہ قوت پیدا کرتی ہے۔ لیکن اگر رنج سے اچھی سے اچھی چیز بھی کھائی جائے تو وہ انسان کے اندر کوئی قوت پیدا نہیں کرتی۔ تم لوگ ہر چیز کے متعلق یہ سمجھتے ہو کہ تمہیں زیادہ ملنی چاہیئے تھی مگر کم ملی۔ مگر وہ ہر چیز کے متعلق یہ سمجھتے تھے کہ ہمیں کم ملنی چاہیئے تھی مگر زیادہ ملی۔ اس وجہ سے ان کی ایک ایک روٹی انہیں وہ فائدہ پہنچا دیتی تھی جو تمہیں دس دس روٹیاں بھی فائدہ نہیں پہنچاتیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ تم بھی خدا کا شکار ہو۔ لیکن

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں

کہ میں تمہیں بیس بیس روٹیاں بھی اپنے سامنے کھلاؤں تو تم پہلے سے زیادہ دُبلے ہوتے چلے جاؤ گے کیونکہ تم میں انگ نہیں اور تم میں سے بعض نے ابھی ایمان کی حلاوت ہی نہیں چکھی۔ تمہارے دل اس حقیقت سے قطعی طور پر بے خبر ہیں کہ تمہیں خدا نے ایک عظیم الشان روحانی کام کے لئے پیدا کیا ہے اور جسے تم خدا روحانی انقلاب اور تغیر کے لئے پیدا کرے اس کے مقابلہ میں دنیا کا بڑے سے بڑا بادشاہ بھی ہیچ ہوتا ہے مگر بجائے اس کے کہ تم اپنے مقام کو سمجھو اور فرائض کا صحیح احساس پیدا کرو تم نہایت ادنیٰ اور ذلیل اور چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف متوجہ ہو جاتے ہو اور کہتے ہو مجھے یہ نہیں ملا۔ مجھے وہ نہیں ملا جب تک تمہارے اندر یہ احساس پیدا نہ ہو کہ تمہیں خدا نے کس غرض کے لئے پیدا کیا ہے اور جب تک تم اپنے درجہ کو نہ پہچانو اس وقت تک تم نے کام کیا کرنا ہے۔ تم کو تو خدا نے اس مقام پر کھڑا کیا ہے کہ تمہارا دل خوشی کی لہروں سے ہر وقت پُر رہنا چاہیئے۔ اور تمہارے اندر ہر وقت بیداری اور ہوشیاری نظر آنی چاہیئے۔ اگر یہ چیز تمہارے اندر پیدا ہو جائے تو فوری طور پر تم میں ایسی قوت پیدا ہو جائے کہ قلیل سے قلیل خوراک بھی تمہیں کام کرنے کے قابل بنا دے۔

میں نے دیکھا ہے

آجکل کے نوجوانوں سے بڈھے زیادہ کام کر لیتے ہیں۔ ڈلہوزی جاتے ہوئے مجھے ہمیشہ اس کا تجربہ ہوتا ہے۔ میرے ساتھ چونکہ دفتر کے علاوہ انجمن کے کلرکوں میں سے بھی ایک کلرک کا جانا ضروری ہوتا ہے۔ اور میں کام کسی قدر سختی سے لیتا ہوں۔ اس لئے ایک دو ہفتہ کام کرنے کے بعد ہی ان کی طرف سے انجمن میں درخواستیں جانی شروع ہو جاتی ہیں کہ ہمیں اس دفتر سے بدلا جائے۔ وہ سمجھتے ہیں ہمارا کام اتنا ہی ہے کہ سو رہیں اور مہینہ کے بعد تنخواہ لے لیں۔ میرے نزدیک اس صورت حالات کی وجہ سے ناظروں پر بھی حرف آتا ہے۔ اگر ناظر اپنے کارکنوں سے صحیح طور پر کام لیتے تو ان میں یہ احساس ہی کیوں پیدا ہوتا کہ ہمیں اس دفتر سے فلاں دفتر میں بدل دیا جائے یہاں کام زیادہ ہے۔ اور وہاں کام تھوڑا ہے۔ پھر تو وہ سمجھتے کہ یہ بلا ہر جگہ مسلط ہے۔ اور ہمارے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ ہم محنت سے کام کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ کام سے جی کترانا اور گریز کرنا یہ ایک عام عادت ہمیں نوجوانوں میں نظر آتی ہے۔ جب تک اس عادت کو دور نہیں کیا جائے گا۔ جب تک اپنی ذمہ داری کو صحیح طور پر نہیں سمجھا جائے گا۔ جب تک اپنے مقام کے احساس کا مادہ اپنے اندر پیدا نہیں کیا جائے گا تب تک ہماری جدوجہد کبھی اعلیٰ نتائج پیدا نہیں کر سکتی بلکہ جب یہ چیزیں پیدا ہو گئیں تو دینی تغیر تو پیدا ہی ہوگا دنیوی حالتیں بھی خود بخود بدلنی شروع ہو جائیں گی۔

یہ امر یاد رکھو

کہ کوئی قوم دنیا کے پردہ پر بھی کوئی عزت حاصل نہیں کر سکتی۔ وہ چیز جس کے لئے عام طور پر لوگ خواہش رکھتے ہیں۔ یعنی دنیوی شان و شوکت اس کا چاہنا عیب ہے لیکن یہ امر قطعی طور پر ناممکن ہے کہ اگر اسلام کی تعلیم پر صحیح طور پر عمل کیا جائے تو وہ چیز تمہیں میسر نہ آسکے۔ بیشک اس کا چاہنا عیب ہے مگر اس کا ملنا لازمی ہے۔ آج تک کسی نبی کی قوم نے بھی یہ نہیں چاہا کہ اسے دنیوی شان و شوکت مل جائے۔ لیکن اگر وہ قوم صحیح طور پر نبی کی قوم بن جائے تو اسے یہ چیز بھی ضرور مل جاتی ہے۔ بے شک ایک قوم اس وقت گنہگار ہو گی جب وہ خود اپنی زبان سے دنیا کی بادشاہت طلب کرے لیکن جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتی اور اپنے نفوس کو اس کی راہ میں قربان کر دیتی ہے تو خدا تعالیٰ یہ دکھانے کے لئے کہ میں قادر خدا ہوں دنیا کی بادشاہتیں بھی ان کے سپرد کر دیتا ہے۔

سید عبد القادر صاحب جیلانی

کے متعلق لکھا ہے کہ لوگوں نے ان پر اعتراض کیا کہ آپ اچھے کھانے کھاتے اور اچھے کپڑے پہنتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں کبھی کھانا نہیں کھاتا جب تک مجھے خدا نہیں کہتا کہ اے عبد القادر تجھے میری ذات ہی کی قسم ہے تو یہ کھانا کھا اور میں اچھے کپڑے نہیں پہنتا جب تک مجھے خدا نہیں کہتا کہ اے عبد القادر تجھے میری ذات ہی کی قسم ہے تو یہ کپڑا پہن۔ حقیقت یہ ہے کہ جب ایک انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو وہ چیز جو اس نے خدا کے لئے چھوڑی ہوتی ہے اسے خدا کی طرف سے عطا کی جاتی ہے۔ اور اس وقت اس کا چھوڑنا گناہ ہوتا ہے

جیسے پہلے اس کا مانگنا گناہ ہوتا ہے۔ اگر تم اس چیز کو جانا چاہتے ہو تو یہ ایک نقص ہوگا۔ کیونکہ

خدا یہ چاہتا ہے

کہ وہ تمہیں یہ چیز خلعت کے طور پر عطا کرے اور یقیناً وہ دن آئے گا جب یہ چیز تمہارے ہاتھ میں ہوگی۔ خواہ یہ دن تمہارے لئے آئے یا تمہاری نسلوں کے لئے۔ مگر تم تو درخت بونے میں آتے ہی نہیں کہ تم اس کا پھل کھا سکو۔ کہتے ہیں ایک بادشاہ کسی بڈھے کے پاس سے گذرا اور اس نے دیکھا کہ وہ ایک ایسا درخت لگا رہا ہے جو بہت دیر سے پھل لاتا ہے۔ بادشاہ حیران ہوا اور اس نے بڈھے سے مخاطب ہو کر کہا۔ میاں بڈھے تم کیوں اپنا وقت ضائع کرتے ہو۔ تمہاری ستر اسی سال عمر ہے تم آج نہ مرے کل مرے۔ زیادہ سے زیادہ جیئے بھی تو پانچ سات سال زندہ رہو گے مگر یہ درخت تو بہت دیر کے بعد پھل لائے گا اور تم اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکو گے پھر ایسا درخت تم کیوں بو رہے ہو۔ بڈھے نے کہا۔ بادشاہ سلامت آپ نے یہ کیا کہہ دیا۔ آپ تو بڑے عقلمند اور دور اندیش انسان ہیں۔ اگر پہلے لوگ بھی اسی خیال میں مبتلا رہتے کہ جب ہم نے پھل نہیں کھانا تو ہم درخت کیوں لگائیں۔ اور وہ اس خیال کے ماتحت درخت نہ لگاتے تو آج ہم کہاں سے پھل کھاتے۔ انہوں نے درخت لگائے تو ہم نے پھل کھائے اب ہم درخت لگائیں گے اور ہماری آئندہ نسلیں اس کا پھل کھائیں گی۔ بادشاہ کو اس کی یہ بات بہت پسند آئی۔ اور اس نے کہا زِہ یعنی کیا ہی خوب بات کہی۔ بادشاہ نے یہ حکم دیا ہوا تھا کہ جب میں کسی کی بات پر خوش ہو کر زِہ کہوں تو اسے فوراً تین ہزار کی تھیلی انعام کے طور پر دے دی جایا کرے۔ جب بادشاہ نے کہا زِہ تو خزانچی نے فوراً تین ہزار کی ایک تھیلی بڈھے کے سامنے رکھ دی۔ بڈھے نے تھیلی اٹھائی اور کہا بادشاہ سلامت آپ تو کہتے تھے کہ تو اس درخت کا پھل نہیں کھائے گا۔ دیکھئے لوگ درخت لگاتے ہیں۔ تو کہیں دیر کے بعد اس کا پھل کھانا انہیں نصیب ہوتا ہے لیکن میں تو ابھی درخت لگا ہی رہا ہوں کہ

میں نے اس کا پھل کھا لیا

بادشاہ نے یہ سن کر پھر کہا زِہ اور خزانچی نے تین ہزار کی ایک تھیلی اس کے سامنے رکھ دی۔ اس پر وہ بڈھا بولا اور اس نے کہا بادشاہ سلامت لوگ تو سال میں صرف ایک دفعہ پھل کھاتے ہیں لیکن میں نے تو ابھی لگانے نہ پایا تھا کہ اس کا دو دفعہ پھل کھا لیا ہے۔ اس پر بادشاہ کے منہ سے پھر نکلا زِہ اور خزانچی نے فوراً تین ہزار کی ایک تیسری تھیلی اس کے سامنے رکھ دی۔ یہ دیکھ کر بادشاہ ہنس پڑا۔ اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا چلو یہاں سے ورنہ یہ بڈھا ہمارا سارا خزانہ لوٹ لے گا۔ تو بات یہ ہے کہ تم بیج لگاؤ گے تو پھل کھاؤ گے مگر تم تو بیج لگانے میں آتے ہی نہیں تم میں سے بعض کی ذہنیتیں وہی ہیں جو لیبر یا لیبرل پارٹیوں کی ہیں۔ یعنی یہ کہ پہلے خدا ہمیں دے پھر ہم سے کام لے حالانکہ خدا اس قوم کو اپنے انعامات دیا کرتا ہے جو اپنے نفوس کو اس کی راہ میں قربان کر دیا کرتی ہے۔ اور اس بات کی پرواہ نہیں کیا کرتی کہ اسے کیا ملا۔ مجھے یاد ہے

میں ایک دفعہ کشمیر گیا

کشمیری ایک خاص فن میں مشہور ہیں جس کی میں اس وقت مذمت کر رہا ہوں یعنی یہ بات اُن کی عادت میں داخل ہے کہ ان کا دستِ سوال ہمیشہ دراز رہتا ہے ان دنوں موٹریں نہیں ہوتی تھیں کشمیر تک یکوں میں سفر کیا جاتا تھا۔ ایک منزل پر ہم ٹھہرے تو بارش آگئی اور ہمیں اسباب کو اندر رکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب بطور اتالیق ہمارے ہمراہ تھے اور میر محمد اسحٰق صاحب، میاں بشیر احمد صاحب اور میں تینوں ان کی اتالیقی میں کشمیر کی سیر کے لئے گئے تھے۔ یہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت کے دوسرے سال کا واقعہ ہے۔ جب بارش آئی تو ہم نے ایک کشمیری مزدور کو بلایا اور اسے کہا سامان یہاں سے اٹھا کر برآمدہ میں رکھ دو۔ وہ کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ ایک ایک چیز کا ایک ایک پیسہ لوں گا۔ لیکن پہلے پیسہ لوں گا اور پھر کوئی چیز اٹھاؤں گا۔ پیسوں کی قیمت کے لحاظ سے اس وقت چیزیں سستی تھیں۔ ہم ایک پیسہ اس کے ہاتھ پر رکھ دیتے اور وہ ایک چیز اٹھا کر برآمدہ میں رکھ دیتا پھر واپس آتا اور ایک پیسہ لے کر دوسری چیز اٹھاتا اور اسے برآمدہ میں رکھ آتا اسی طرح ہر دفعہ ایک پیسہ لیتا جاتا اور چیزیں اٹھا اٹھا کر اندر رکھتا جاتا۔ آخر جب تمام چیزیں رکھ چکا تو مجھے ایک اور مذاق سوجھا۔ ہم سے گرد کچھ فاصلہ پر ایک کونے میں چھتری پڑی تھی۔ میں نے بیٹھے بیٹھے اسی جگہ سے کہا کہ وہ چھتری تو پکڑا دو۔ اس نے ہاتھ آگے کر دیا اور کہا لاؤ پیسہ۔ ہم نے پیسہ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اور وہ چھتری اٹھا کر برآمدہ میں لے گیا۔ یوں تو ہم خود بھی چھتری اٹھا سکتے تھے۔ مگر اس وقت ہم نے مذاق اُسے چھتری اٹھانے کو بھی کہہ دیا۔ جس پر اُس نے نہایت بے تکلفی سے کہا کہ لاؤ پیسہ اور جب ہم نے پیسہ دیا تب اس نے چھتری کو ہاتھ لگایا۔

تمہارا معاملہ بھی خدا تعالیٰ سے اسی قسم کا ہے

اگر تم بھی ہر بات پر یہی کہتے رہو۔ کہ لاؤ پیسہ اور تم ایک کشمیری مزدور کی طرح لاؤ پیسہ کہنے کے عادی بن جاؤ تو وہ بھی تمہیں مزدور ہی رکھے گا۔ کیونکہ تم بات تو کشمیری مزدور والی کرتے ہو۔ اور امید رکھتے ہو کہ تم سے خدا تعالےٰ وہ سلوک کرے جو اس نے محمد رسول اللہ صلعم اور آپ کے صحابہؓ کے ساتھ کیا۔ حالانکہ لاؤ پیسہ کہنے والے سے تو مزدور کا ہی سلوک کیا جائے گا۔ بادشاہ کا سلوک اسی سے کیا جاتا ہے جو اپنی ہر چیز قربان کر دیتا ہے جو اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کی راہ میں کلی طور پر فنا کر دیتا ہے۔ اور اس سے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کرتا تب اس کا آقا کہتا ہے اس نے اپنے آپ کو میرے لئے فنا کر دیا ہے اب یہ مجھ سے جدا نہیں رہا تب جیسے بیٹا اپنے باپ کا وارث ہوتا ہے اللہ تعالےٰ بھی دنیا اس کے سپرد کر دیتا ہے۔

یہ کام ہے جو تم نے کرنا ہے

جب تک تم یہ کام نہیں کرتے جب تک تمہارے اندر ایسی خلش پیدا نہیں ہوتی جو رات اور دن تمہیں بے تاب رکھے اور تمہیں کسی پہلو پر بھی قرار نہ آنے دے اس وقت تک تم اس مقام کو حاصل نہیں کر سکتے جو صحابہؓ نے حاصل کیا۔ ابھی ہماری ترقی ہے ہی کیا بیس چار ہزار آدمیوں کا سال بھر میں ہم میں شامل ہو جانا اور ہر سال اسی نسبت ایک لاکھ دو لاکھ کا آ جانا یہ درست ہماری ترقی صرف اسی حد تک ہے مگر کیا اتنے سے کام سے دنیا میں وہ روحانی تغیر پیدا کیا جا سکتا ہے جس تغیر کو پیدا کرنا اللہ تعالےٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے۔ یہ تغیر اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک لاکھوں لاکھ آدمی ہماری جماعت میں شامل نہیں ہوتا۔ مگر سوال یہ ہے کہ آخر لاکھوں لاکھ آدمی کیوں ہماری جماعت میں شامل نہیں ہوتا۔ اسی لئے کہ دنیا تمہاری طرف دیکھ کر کہتی ہے کہ ہم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں اور چونکہ دشمن اپنے مخالف کو ہر بات میں نیچا دکھانے کا عادی ہوتا ہے جب اسے تم میں اور اُن میں کوئی فرق نظر نہیں آتا تو کچھ شریف الطبع لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ ہم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں اور کچھ لوگ جو غیر شریفانہ رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ لوگ ہم سے بھی زیادہ گندے ہیں اور اس طرح دشمن بُرا کو بھی نچلا درجہ دے دیتا ہے۔

اس کی وجہ یہی ہے

کہ جو چیزیں تمہیں ملی ہیں وہ ان کو نہیں ملیں اگر ان کے ہوتے ہوئے تم ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے تو یقیناً تم ان سے نچلے درجہ پر ہو۔ ایک شخص جس کے پاس ہزار روپیہ ہے وہ اگر خشت سے روٹی کھاتا ہے اور ایک دوسرا شخص ہے جسے صرف ایک وقت کی روٹی ملتی ہے وہ بغیر خشت کے اسے استعمال کرتا ہے تو وہ اگر یہ کہے کہ ہزار روپیہ رکھنے والا مجھ سے زیادہ ذلیل ہے تو وہ ایسا کہنے میں حق بجانب ہو گا کیونکہ اس کا فاقہ مجبوری کی وجہ سے ہوگا۔ اور اس کا فاقہ خساست اور دنائت کی وجہ سے ہوگا پس جب تک تم اپنے اندر تبدیلی پیدا کر کے وہ نئی زندگی حاصل نہیں کرتے جو صحابہؓ نے حاصل کی اس وقت تک نہ تم ترقی کر سکتے ہو اور نہ تم یہ امید کر سکتے ہو کہ تم خدا کے خاص منعم علیہ گروہ میں شامل ہو جاؤ گے۔ خدا اس وقت دنیا میں ایک عظیم الشان روحانی انقلاب پیدا کرنا چاہتا ہے اور

ایک بہت بڑا تغیر

اس کے حضور مقدر ہے مگر وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے اور افسوس ہے کہ ہماری جماعت نے اس کا ایک حصہ سونے میں گذار دیا ہے ہمارے سلسلہ کو قائم ہوئے چھبیس سال گذر چکے ہیں اور چھبیس سال میں انسان بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جاتا ہے بیشک بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے ستر بہتر سال کی عمر میں بھی مضبوط قویٰ ہوتے ہیں۔ لیکن گورنمنٹ پچپن سال کی عمر پر اپنے ملازموں کو پنشن دے دیا کرتی ہے پس تم پر اب اتنی عمر گذر چکی ہے کہ جس عمر پر گورنمنٹ لوگوں کو پنشن دے دیا کرتی ہے مگر باوجود اس کے کہ تم پنشن کی عمر کو پہنچ چکے ہو تم نے ابھی پہلا گریڈ بھی حاصل نہیں کیا۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے یہ کتنے رنج کی بات ہے یہ کتنے غم اور فکر کی بات ہے پس اپنے اندر تغیر پیدا کرو اور اپنے دماغوں میں

ایک نیک تبدیلی رونما کرو

جس طرح سان پر چاقو چڑھایا جاتا ہے اسی طرح جب تک خدا تعالےٰ کی خشیت کی سان پر تم اپنے دماغوں کو نہ چڑھاؤ گے جب تک تم اپنی زندگی خالص اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے بسر نہیں کرو گے اور جب تک تم مخلصین له الدین کا نمونہ نہیں بنو گے اس وقت تک تم کسی کامیابی کی امید رکھنا یا خیال کر لینا کہ اسلام کی

جلسہ سالانہ کے موقع پر اگر کوئی دوست اپنے کسی مرحوم موصی کی میت ساتھ لائے ہوں تو فوری طور پر موصی کے کوائف سے مطلع فرمائیں (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

اقوام کے مقابلہ میں جیت جائے گا ایک حماقت اور جنون کی بات ہوگی۔ یورپین اقوام کے مقابلہ میں تم کس طرح جیت سکتے ہو۔ جبکہ یورپین اقوام تم سے دس گنا زیادہ کام کرتی ہیں اور جرمن تم سے بیس گنے زیادہ کام کرتے ہیں۔ یہی حال دوسری اقوام کا ہے کہ وہ بہت زیادہ محنت اور بہت زیادہ جفاکشی سے کام لینے کی عادی ہیں اور جرمنوں اور امریکیوں اور انگریزوں کے مقابلہ میں تمہارے کاموں اور قربانیوں کی کوئی نسبت ہی نہیں بلکہ عیسائی آج دنیوی اغراض کے لئے جو قربانیاں کر رہے ہیں وہ تم خدا کے لئے نہیں کر رہے ہیں تمہارا اور ان کا مقابلہ ہی کیا بعض اوقات لوگ سوال کیا کرتے ہیں کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں اس کے نیک نتائج کیوں پیدا نہیں ہوتے اور کیوں

اسلام کی فتح کا دن

قریب سے قریب تر نہیں آجاتا اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم جو کچھ پیش کرتے ہیں وہ محض ذہنی باتیں ہوتی ہیں۔ اور لوگوں کے دل صرف ذہنی باتوں سے تسلی نہیں پا سکتے۔ یورپ میں جو لوگ اسلام قبول کرتے ہیں وہ صرف اس تعلیم کی وجہ سے قبول کرتے ہیں جو قرآن کریم اور احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں میں درج ہے اور جس کے محاسن کو پیش کرکے ہم لوگوں کے قلوب کو فتح کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر وہ ہزاروں ہزار آدمی جو اسلام کے محاسن کو دیکھ کر فریفتہ ہو جاتے ہیں جب ہماری جماعت کے اعمال پر نگاہ دوڑاتے ہیں تو ان کا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے انکی خوشی سرد ہو جاتی ہے اور وہ وہیں کے وہیں رہ جاتے ہیں پہلے تو وہ خیال کرتے ہیں کہ شاید آسمان سے ہمارے لئے ایک ایسا علاج نازل ہوا ہے جس سے ہمارے مزمن امراض دور ہو جائیں گے اور ہم بھی خوشی اور مسرت کی زندگی بسر کر سکیں گے مگر جب وہ ہماری طرف نگاہ دوڑاتے ہیں تو ان کے تمام ولولے دب جاتے ہیں اور وہ کہتے ہیں افسوس ابھی ہماری بیماری کے جانے کا وقت نہیں آیا۔ وہ پھر کفرستان میں چلے جاتے ہیں۔ پھر

خدا کا خانہ خالی رہ جاتا ہے

پھر شیطان کی حکومت دلوں پر قائم ہو جاتی ہے اور پھر رحمانی فوجوں کو شیطان سے برسر پیکار رہنا پڑتا ہے۔ پس جب تک تم اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کرتے۔ جب تک تم اپنے اعمال سے یہ بتا نہیں دیتے کہ اب تم وہ نہیں رہے جو پہلے تم ہوا کرتے تھے۔ بلکہ تم تمام محنت کرنے والوں سے زیادہ محنت کرنے والے اور تمام قربانی کرنے والوں سے بڑھ کر قربانی کرنے والے ہو تم زمین کی نہیں بلکہ آسمان کی مخلوق ہو۔ اس وقت تک تم دنیا میں کوئی تغیر پیدا نہیں کر سکتے لیکن اگر تم میں یہ اوصاف پیدا ہو جائیں تب اور صرف تب دنیا کے لوگ تمہاری طرف متوجہ ہونگے وہ تمہاری طرف پیاسوں کی طرح دوڑتے چلے آئیں گے وہ تم سے علاج اور مداوی کے طلبگار ہوں گے۔ کیونکہ وہ

تمہارے چہروں پر وہ چیز دیکھیں گے

جس کے دیکھنے کے وہ دیر سے متمنی اور خواہشمند ہیں اور تمہارے ذریعہ انہیں وہ چیز ملے گی جو دنیا میں اور کہیں نہیں مل سکتی۔ تمہارے ذریعہ سے وہ گرم گرم ہوائیں چلیں گی۔ جو کفر کی سردیوں کو بالکل دور کر دیں گی اور تمہارے قلب میں سے تسکین کی وہ شعاعیں نکلیں گی جو گناہوں کی آگ کو بالکل سرد کر دیں گی۔ یہ لازمی بات ہے کہ جس کی ضرورت جس دکان سے پوری ہو جائے وہ اسی دکان پہ جاتا ہے۔ جب تک دنیا کے لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ ان کی ضرورتیں تمہارے ذریعہ سے پوری نہیں ہو رہی ہیں اس وقت تک انہیں تمہاری طرف توجہ پیدا نہیں ہو سکتی۔ وہ کہتے ہیں اگر ہم عیسائی ہیں تو عیسائی ہی مریں گے۔ ہندو ہیں تو ہندو ہی مریں گے سکھ ہیں تو سکھ ہی مریں گے انکے دلوں میں یہ تڑپ پیدا نہیں ہوتی کہ وہ تمہارے پاس آئیں اور اپنی ضرورت کی چیز تم سے حاصل کریں۔ کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ تمہاری دکان بھی دوسری دکانوں کی طرح خالی پڑی ہے اور تمہاری دکان انکی ضرورت کو پورا کرنے سے قاصر ہے لیکن جس دن انکے کانشنس تسلی پا جائیں گے اور وہ کامل یقین کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ جس چیز کی انہیں تلاش ہے وہ صرف اور صرف تمہارے پاس ہے اور

وہ تمہارے چہروں سے اس نور کو مشاہدہ کرینگے

جس نور کی تلاش میں وہ سرگردان پھرتے ہیں تو تم دیکھو گے کہ دنیا کی کوئی بندش ان کو روک نہیں سکتی کوئی قیدان کو ڈرا نہیں سکتی کوئی طاقت ان کو متزلزل نہیں کر سکتی نہ اُن پر اپنے بھائیوں کا اثر ہوگا نہ بہنوں کا۔ نہ ماں باپ کا اثر ہوگا نہ دوسرے عزیز و اقارب کا۔ خاوند اپنی بیویوں کو چھوڑ کر۔ بیویاں اپنے خاوندوں کو چھوڑ کر۔ بیٹے اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر۔ ماں باپ اپنے بیٹوں کو چھوڑ کر دوست اپنے دوست کو چھوڑ کر اور رشتہ دار اپنے رشتہ دار کو چھوڑ کر دیوانہ وار تمہاری طرف دوڑتے چلے آئیں گے اور کہیں گے ہم تو اس دن کو ترس گئے مدتوں کی تلاش اور جستجو کے بعد ہمیں آج پتہ لگا کہ وہ قیمتی متاع جس کی ہمیں تلاش تھی وہ تمہارے پاس ہے ہم اس کے حصول کے لئے اپنی ہر چیز قربان کرنے کو تیار ہیں بشرطیکہ ہمارے دلوں کی آگ سرد ہو جائے ہمارے قلوب کی خلش دور ہو جائے اور ہماری بے تابی راحت اور

سکون میں تبدیل ہو جائے

یہی اور یہی ذریعہ ہے اسلام کے دنیا پر غالب آنے کا

جب تک یہ نہ ہو اس وقت تک ساری امیدیں مجنونانہ اور سارے خیالات پاگلانہ ہیں۔ پس میں تمہیں صرف اسی بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ نوٹ تو میں نے اور باتیں بھی لکھی ہوئی تھیں مگر میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے لئے یہی ایک بات کافی ہے جب تک تم پابندیاں اور مجبوریوں کی جکڑ بندیوں سے نہیں نکلو گے جب تک تم یہ طوق اپنی گردن سے دور نہیں کرو گے جب تک تم یہ زنجیریں اپنے پاؤں سے نہیں نکالو گے اس وقت تک تمہاری ساری کوششیں عبث اور رائیگاں ہیں ایک اور صرف ایک ہی چیز ہے جو تمہیں کامیاب کر سکتی ہے کہ یہ لعنت کا طوق یہ مجبوری کا طوق یہ معذوری کا طوق اپنی گردنوں سے دور کر دو اور وہ زنجیریں جو ہمیشہ ہندوستانیوں کے ہاتھوں میں پڑی رہتی ہیں اور وہ بیڑیاں جوان کے پاؤں کو چلنے نہیں دیتیں ان سب کو توڑ دو اور ان بندھنوں اور قیود سے آزاد ہو جاؤ تب مشکل سے مشکل کام بھی تمہارے لئے آسان ہو جائے گا۔ اور تم فخر سے اپنی گردن اونچی کرکے دنیا کی اقوام کے مقابلہ میں کھڑے ہو سکو گے

اب میں دعا کرتا ہوں

چونکہ دلوں کا بدلنا خدا کے اختیار میں ہے میرے اختیار میں نہیں اس لئے میں خدا تعالیٰ سے ہی دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہارے اندر حقیقی عزم اور پختہ ارادہ پیدا کرے جس سے تم سچے مسلمان بن کر ایسے کام کرو جو دنیا کو بدل ڈالنے والے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت کو دنیا میں دوبارہ قائم کرنے والے ہوں ۔ (الفضل ۱۱/۳ ۲)

تحریک جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان

مبارک ہو!

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کے دور اول کے ۳۳ ویں سال کے آغاز کا اعلان فرماتے ہوئے جو روح پرور پیغام جماعت کے نام دیا ہے وہ تمام جماعتوں کو بھجوایا جا چکا ہے۔ صدر صاحبان سیکرٹریان مال و دیگر عہدیداران نیز مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ وہ حتی الوسع کوشش سے جلد از جلد نئے سال کے وعدے لیکر ارسال فرمادیں۔

علاوہ ازیں یہ بھی گذارش ہے کہ جن احباب کے ذمہ ابھی ۳۲ اور ۳۳ کے چندے واجب الادا ہیں۔ ان سے جلد وصولی کی کوشش فرمادیں تاکہ تمام وعدے ۳۰ رنومبر سنہ ۶۶ء تک اور ہو جائیں۔

افسر تحریک جدید قادیان

ارضِ مقدسہ قادیان میں ورُوحانی اجتماع

جلسہ سالانہ کی آمد۔ آمد !!

از مکرم مولوی بشیر احمدؐ صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ

(۲)

جلسہ سالانہ کے روحانی اغراض و مقاصد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے مبارک الفاظ میں حضورؑ کی کتاب "آسمانی فیصلہ" سے گذشتہ شاعت میں درج کئے گئے ہیں۔ اسی حصہ میں حضورؑ نے فرمایا:-

"اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان کو یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالےٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔"

حضورؑ کے اس اعلان سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ احباب کی تربیت اور اصلاح نفوس کے لئے اس جلسہ کی بنیاد رکھی گئی ... اور احمدیت کی تاریخ اس امر پر شاہد ناطق ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور روحانی تاثیر کے نتیجہ میں احباب جماعت کے اندر جو اعلیٰ صفات پیدا ہوئی وہ یہی ہیں کہ اس جماعت میں داخل ہونے والے افراد نے

۱- خدا تعالےٰ سے اپنا مضبوط تعلق قائم کیا۔

۲- اپنے اعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی کی۔

۳- اپنے نفس کی اصلاح کر کے نفس مطمئنہ کا مقام حاصل کیا۔

چنانچہ اس جماعت میں ایسے لوگ بھی داخل ہوئے جو سلسلہ بیعت سے قبل مشہور ڈاکو تھے۔ اور رات دن راہ زنی ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ لیکن جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کے بعد ان میں ایسا انقلاب آیا کہ ان کی زبان پر ہر وقت خدا اور اس کے رسول کا ذکر رہنے لگا۔ ان کے اوقات کا بیشتر حصہ عبادت اور دین کی خدمت میں گذرنے لگا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس حیرت انگیز انقلاب کا ذکر ان الفاظ میں فرماتے ہیں

"میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی ایسا ہے ... تو ایسے احباب کی تعداد کئی لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ ناقل)

میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں اور باتیں سنتے وقت اس قدر روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں..... ان کے چہرہ پر صحابہ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں.....

... میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے۔ یہ بھی ایک معجزہ ہے۔" (خط بنام ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد)

حضورؑ کی اپنے متبعین کے بارہ میں یہ رائے خیالی یا حسن ظن کی بنا پر نہیں بلکہ غیروں اور دشمنوں نے بھی اس تبدیلی کو محسوس کیا ہے۔ چنانچہ مسٹر فریڈرک جرمن سیاح ارض مقدسہ قادیان کو دیکھنے کے بعد لکھتے ہیں

"قادیان دہلی اور آگرہ کی طرح شاندار عمارات کا مجموعہ نہیں لیکن ایک ایسی جگہ ہے جس کے روحانی خزائن کبھی ختم نہیں ہوتے یہاں ہر دن جو گذارا جائے انسان کی روحانیت میں اضافہ کرتا ہے... میں نے ایشیا میں ایک لمبا سفر کیا اور بہت مقامات دیکھے ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں جنہیں دوبارہ دیکھنے کی خواہش نہیں۔ بعض ایسے ہیں جنہیں پھر دیکھنے کو دل چاہتا ہے اور ایسے مقامات میں قادیان کا نمبر سب سے اول ہے"

(بحوالہ ریویو آف ریلیجنز مئی سنہ ۱۹۳۲ء)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ انبیاء اور رسل کی آمد کی اہم غرض یہ ہوتی ہے کہ مخلوقِ خدا کی اخلاقی و روحانی اقدار کو بیدار کریں اور انہیں شیطان کے پنجے سے چھڑا کر اللہ تعالےٰ کے قرب میں پہنچا دیں۔ آج جماعت احمدیہ میں جو روحانی شیریں پھل ہم دیکھ رہے ہیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے جانشینوں کی قوت قدسی کا نتیجہ ہیں۔

جماعت احمدیہ کے ہر کہہ و مہ کو یہ امر ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ سلسلہ بیعت میں داخل ہونے کی ہماری اہم غرض کیا ہے اور اس غرض کو ہم نے کہاں تک پورا کیا ہے اور سلسلہ بیعت میں آنے کے بعد ہم نے روحانیت میں کتنی ترقی کی اور کس قدر شراب معرفت نوش کی۔ اور پھر روحانی ترقی کے لئے ہر احمدی کے دل میں مسٹر فریڈرک جرمن سیاح سے کہیں بڑھ کر یہ جوش ہونا چاہیئے کہ وہ ہر سال حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے مقرر کردہ روحانی اجتماع میں شریک ہو۔ اور یہاں آکر اپنے ایمان کو تازہ کرے۔

آج بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے قادیان پہونچ کر آپ کے دل کی کلی کھل جائیگی۔ آپ کی معرفت میں ترقی ہوگی اور آپ کو روحانی سرور حاصل ہوگا۔ کیونکہ اس مقدس مقام کے چپے چپے پر آپ کو خدائی نشانات دیکھنے کا موقعہ ملے گا۔ ایک بڑا نشان تو آپ کو درویشان قادیان ہی میں نظر آئے گا جن کی لگاتار اور مسلسل قربانیوں کے طفیل مرکز قادیان آج بھی بفضل اللہ جماعت کا زندہ اور فعال مرکز ہے۔ پھر وہاں آپ کو جماعت کے علماء کرام کی معرفت سے پر تقاریر سننے کا موقع ملے گا۔

وہاں آپ کو بیت الدعاء اور بیت الفکر جیسے مقدس مقامات میں دعاؤں کا موقع ملے گا جہاں حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالےٰ نے اسلام کی سربلندی کے لئے دعائیں کیں۔ ان مقدس جگہوں میں آپ کو بھی دعائیں کرنے کا موقعہ نصیب ہوگا۔ ان گلیوں میں آپ کو چلنے پھرنے کی سعادت نصیب ہوگی جن گلیوں میں حضرت مسیح موعودؑ اور حضورؑ کے خلفاء کرام کے مبارک قدم پڑتے رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس مزار پر آپ کو دعائیں کرنے کا نادر موقع ملے گا۔ مسجد اقصےٰ میں نمازیں پڑھنے کا شرف آپ کو عطا ہوگا۔ اور اس مسجد میں بھی آپ نمازیں ادا کریں گے جس کی بنا حضرت مسیح پاکؑ کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی۔ اور جس کا نام بھی حضورؑ نے مسجد مبارک رکھا اور جس کے متعلق حضورؑ کو یہ الہام ہوا کہ

مُبارِکٌ و مُبارَکٌ و کُلُّ امرٍ مُبارَکٍ یُجعَلُ فیہ

پس مبارک ہیں وہ احباب جو اس دینی اور روحانی اجتماع میں شامل ہو کر روحانی فوائد حاصل کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے نشانات کا مشاہدہ کر کے اپنے ایمانوں کو تازہ کرتے ہیں۔

درخواست ہائے دعا (۱) مکرم حکیم محمد سعید صاحب مبلغ پونچھ اطلاع دیتے ہیں کہ مسجد احمدیہ پونچھ کا ایک حصہ متعلقہ افسران کی مہربانی سے مجلس اوقاف سے احمدیہ جماعت کے قبضہ میں آگیا ہے لیکن ابھی اس کا ایک حصہ مجلس اوقاف کے قبضہ میں ہے جس کی واگذاری کے لئے افسران حکومت سے بات چیت ہو رہی ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ جماعت کا یہ حق بھی دلا دے (ایڈیٹر)

(۲) خاکسار دو ماہ سے بیمار ہے اور ورگس ہسپتال سرینگر میں زیر علاج ہے ایکسرے اور سکریننگ لیا گیا ہے اور خون پیشاب وغیرہ کا بھی ٹیسٹ کیا گیا۔ کھانسی کی شکایت ہے۔ کمزوری بھی ہے۔ جملہ بزرگان سلسلہ و درویش قادیان سے التجا ہے کہ میری صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کریں۔ خاکسار محمد رحمت اللہ خان احمدی سیکرٹری دعوت تبلیغ جماعت احمدیہ پکہ ابرپورہ (کشمیر)

(۳) برادرم سکندر خان صاحب درویش کے والد چوہدری لعل خان صاحب کھاریاں ضلع گجرات میں بندش پیشاب کے عارضہ سے بیمار رہیا۔ اپریشن ہونیوالا ہے احباب صحت کیلئے دعا فرمائیں (رفیق احمد درویش قادیان)

ولادت۔ مکرم محمد اصغر صاحب احمدی محلہ قریشی نئی بستی امروہہ کے ہاں مورخہ ۲ کو بچی تولد ہوئی۔ احباب نومولودہ کی صحت وسلامتی ودرازی عمر اور خادمہ دین بننے کیلئے دعا فرمائیں۔

خاکسار منظور احمد مبلغ سلسلہ نزیل امروہہ

دفتر اول کے ستائیسویں اور دفتر دوم کے سترہویں سال کے وعدہ جات ۳۰ر نومبر تک سو فیصد ادا کرنے والے احباب کی فہرست حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں دعا کیلئے پیش کی جائیگی (انشاء اللہ)

مبلغ کی ڈائری کا ایک ورق

"بمبئی میں ہمارے مشاغل"

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی ۔ بتوسط دفتر نظارت دعوت و تبلیغ قادیان

ٹیپ ریکارڈر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم

۱۵ر اکتوبر سنہ ۶۰ء کا دن مجھے بہت دنوں تک یاد رہے گا۔ اس دن میں نے خود اپنی آواز ریکارڈ پر سنی۔ قصہ یہ ہوا کہ مجھے سیدی حضرت میاں وسیم احمد صاحب متعنا اللہ بطول عمرہ نے ایک "ٹیپ ریکارڈر" کی تلاش کی ہدایت کی تھی ۱۵ر اکتوبر کو میرے ایک دوست مسٹر عباسی صاحب اپنی کار لئے صبح سویرے آ دھمکے۔ اور کہا کہ آیئے ایک اچھا سا ٹیپ ریکارڈر دکھاؤں۔ میں ان کے ساتھ "دھوبی تالاب" آیا۔ اور سچ مچ "فلپس کا ایک ٹیپ ریکارڈر" دیکھا۔ بہت دیر تک اسکی کیفیات معلوم کرتا رہا۔ آخری ٹسٹ کے طور پر میں نے خود اپنی آواز ریکارڈ کرنے کا ارادہ کیا۔ اور مائک ہاتھ میں لیا۔ اس وقت مجھے معًا خیال آیا کہ ایک دو حدیث یا ہلو ہلو بولنے کا کیا فائدہ۔ کیوں نہ آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک سنت زندہ کردوں۔

آپ کی زندگی میں ایک مرتبہ فونوگراف قادیان لایا گیا۔ تو آپ نے اس میں اپنا یہ شعر بھروایا تھا کہ

آواز آ رہی ہے یہ فونوگراف سے!
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف گزاف سے

میں نے بھی مناسب سمجھا کہ آج آپ کی یہ سنت زندہ کردوں۔ چنانچہ میں نے مائک پہ آپ کی یہ نظم پڑھنی شروع کی کہ

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

یہ نظم جب ریکارڈ ہو گئی تو اب میں نے اسے بجایا۔ کیا کہوں جب میری آواز ٹیپ ریکارڈ کے فیتے سے آنے لگی۔ تو مجھے پہلے پہلے بڑا تعجب آیا۔ لیکن میں نے فوراً اپنے کو سنبھال لیا آواز بہت صاف اور بلند تھی۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ نظم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تھی۔ دکان کے سارے کارکن اپنے اپنے کام چھوڑ کر ٹیپ ریکارڈر کی میز کے گرد جمع ہو گئے سبھوں نے کہا کہ کیسی صاف و شائستہ نظم ہے کسی نے کہا کتنے پاکیزہ جذبات ہیں۔ کچھ لوگوں نے مجھے ہاتھوں ریڈیو اسٹیشن والوں پر بھی طنز کر دیا کہ فلمی گانے سنا سنا کر ہم لوگوں کا مذاق بگاڑ ڈالا ہے۔

خیر ایک ٹسٹ تو اس طرح ختم ہوا۔ اب دوسرا ٹسٹ کرنا تھا یعنی اب اسی ٹیپ پر یہ آواز مٹا کر دوسری آواز بھرنی تھی۔ میں نے اب ٹیپ کے چکّے کو اُلٹا گھمانے کے لئے بٹن دبا یا اور جب وہ اُلٹا چلنے لگا تو اب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ نظم پڑھنی شروع کی۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمد سا نہ پایا ہم نے

جب یہ نظم ختم ہو گئی تو پھر اس کو بجایا گیا دیکھا کہ اسی ٹیپ سے اب دوسری نظم کی آواز آ رہی ہے۔ اور پہلی آواز نہ معلوم کہاں غائب ہو گئی۔ دکان کے کارکنوں نے یہ دوسری نظم بھی اسی دھیان اور توجہ سے سُنی۔ اور ٹیپ ریکارڈر کے مالک نے تو کہا کہ میں اسے تبرک کے طور پر رکھوں گا۔ اس وقت میرے ذہن میں رہ رہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی ابھر رہی تھی کہ ایک زمانہ آئیگا جب بے جان چیزیں بھی بولیں گی۔ آج چلتے پھرتے ہم بے جان چیزوں کو بولتے چالتے، ہنستے روتے اور گاتے بجاتے دیکھتے ہیں مگر چشم بصیرت ہے کہ کھلتی ہی نہیں۔

اسلامی اصول کی فلاسفی کا گجراتی ایڈیشن

وہاں سے نکل کر میں ناگدیوی اسٹریٹ آیا۔ وہاں میں نے دو دن پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا گجراتی ایڈیشن ایک درجن کی تعداد میں ایک دکان پر رکھا تھا۔ وہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ یہ سب نسخے فروخت ہو گئے ہیں۔ اور بیسیوں آرڈر موجود ہیں۔ میں نے اسی جگہ بیٹھ کر حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین طول اللہ عمرہ کے فرزند ارجمند سیٹھ محمد یوسف صاحب کو اور دو درجن کا آرڈر دیا۔

مجھے وہاں دیکھ کر بہت سے بوہری اکٹھے ہو گئے۔ اور اس کتاب پر تبادلہ خیالات ہونے لگا۔ سبھوں نے اس امر کا اعتراف کیا کہ گجراتی زبان میں اس کتاب کی کوئی نظیر نہیں۔

مرہٹی زبان میں احمدیہ لٹریچر کی ضرورت

میں وہاں سے گھر آیا تو دوپہر کی ڈاک آئی ہوئی تھی۔ ایک شخص نے "رتناگیری" سے مرہٹی لٹریچر کا مطالبہ کیا تھا۔ اُنہوں نے اپنے ہاں کا ایک نقشہ کھینچا ہوا تھا۔ اور لکھا تھا کہ ہم یہاں مرہٹی لٹریچر کے اتنے ہی ضرورتمند ہیں جتنا پیاسا کا پیاسا پانی کا۔ میں نے اسی وقت ہر چند اپنی قوت حافظہ پر زور ڈالا۔ مگر جماعت احمدیہ کا کوئی لٹریچر مرہٹی زبان میں یاد نہ آیا۔ آل کار میں نے مجبور ہو کر اردو۔ ہندی اور انگریزی کی کتابیں انہیں بھیج دیں۔

اتفاق سے اسی رات اردو مہاراشٹر سوسائیٹی کی طرف سے ایک مشاعرہ تھا۔ اور میں بھی مدعو تھا۔ وہاں پہنچا تو دیکھا کہ مشاعرہ قرینہ کا ہے مہاراشٹر کیبنٹ اسمبلی اور لیجسلیٹو کونسل کا ایک حصہ اسٹیج پر موجود ہے میرے دوست مکرم سر تاج رحمانی صاحب اس جلسے کے کرتا دھرتا معلوم ہوتے تھے لیکن اس کی امید تو مجھے پہلے بھی نہیں تھی کہ دو زندہ دل ادیب ایک اسٹیج پر جمع ہوں اور کچھ نوک جھونک نہ ہو۔ یہاں بھی معیاری ادب کے تعبر پر اختلاف رائے ہو گیا۔ اور بزم مشاعرہ کچھ دیر کے لئے جلسۂ مناظرہ معلوم ہونے لگا۔ لیکن خیر ادب کے منتظموں نے حالات پر بہت جلد قابو پا لیا۔

اب معزز مہمانوں نے تقریریں کیں۔ جیسے ڈاکٹر رفیق ذکریا ممبر لیجسلیٹو کونسل مسٹر مصطفیٰ فقیہ جنرل سیکرٹری مہاراشٹر کانگرس۔ دلیپ سنگھو سابق میئر بمبئی۔ مدھوسودن ڈپٹی وزیر۔

ان تمام مقرروں نے اردو اور مرہٹی ادب کے تبادلہ پر زور دیا خصوصاً غیر مسلم مقرروں نے بڑے زوردار الفاظ میں کہا کہ مرہٹی کے جاننے والے اسلام کو سمجھنا چاہتے ہیں مسلمان بتائیں کہ انہوں نے کہاں تک اسلامی ادب کا مرہٹی میں ترجمہ کیا ہے؟ سامعین پر اس کا کیا اثر ہوا مجھے نہیں معلوم۔ مگر میں تو ان تقریروں سے بہت متاثر ہوا۔ اور سوچا کہ احمدی ادب کا مرہٹی میں ضرور ترجمہ ہونا چاہیئے۔ خصوصاً اب کہ مہاراشٹر گجرات سے الگ ہو گیا ہے اور اب گجراتی لٹریچر مہاراشٹر میں کافی نہیں ہو سکتا۔

مووی کیمرہ اور پروجیکٹر کا معائنہ

دوسرے دن کی بات ہے کہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند مکرم یوسف علی صاحب عرفانی ایک فلم ایڈیٹر مکرم عنایت اللہ صاحب کو لیکر آئے۔ مجھے ان سے مووی کیمرہ اور پروجیکٹر کی فنی باریکیاں سمجھنی تھیں۔ میں دو چار دن پہلے اور دوسری کئی کمپنیوں میں گیا تھا۔ مگر اس کی ساری باریکیاں وہاں سمجھ میں نہیں آئیں۔ اب موقعہ ہاتھ آیا۔ اور میں نے مکرم عنایت اللہ صاحب سے معلومات حاصل کرنی چاہیں۔

میں نے جب ان سے یہ کہا کہ ہمارے قابل صد احترام بزرگ حضرت میاں وسیم احمد صاحب طول اللہ عمرہ تبلیغی دینی ضروریات کے لئے یہ چیزیں خریدنا چاہتے ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ تو بڑی ذمہ داری کا کام ہے اور مشورہ بہت صحیح و درست دینا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ میں فلم ایڈیٹر ہوں۔ میرا یہ شعبہ نہیں ہے آپ کو اپنے سٹوڈیو آنے کی دعوت دیتا ہوں وہاں مفصل کیفیت معلوم ہو جائیگی۔ چنانچہ وہ دوسرے یا تیسرے دن خود اپنی کار لے کر آئے اور مجھے بمبئی اسٹوڈیو لے گئے میرے ہمراہ مکرم یوسف علی صاحب عرفانی اور مکرم ڈاکٹر محمد یونس صاحب صدر جماعت احمدیہ بھائکلہ بھی تھے وہاں میں نے مووی کیمرہ اور پروجیکٹر کے متعلق بہت سی باتیں معلوم کیں۔

میرے نزدیک سب سے اہم سوال یہ تھا کہ خاموش فلم کس طرح بولتی فلم میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور اگر ہم نے برتا پروجیکٹر خریدا تو مووی کیمرے کی کھینچی ہوئی تصویریں ہی پروجیکٹر میں آ کر کس طرح بولنے لگیں گی مکرم عنایت اللہ صاحب نے مجھے آناً فاناً خاموش فلم کو بولتی فلم میں تبدیل کر کے دکھا دیا اور میں آنکھیں پھاڑ کے دیکھتا کا دیکھتا رہ گیا۔ مسنعتی سائنس کی اتنی کارآمد دریافت۔ مگر زر پرستوں نے کس طرح اسکو لہو ولعب کا ذریعہ بنا لیا ہے۔

ایک نئی بدعت

اس ہفتہ کے جمعہ کو عدالت میں میری ایک گواہی تھی۔ بات یہ ہوئی تھی کہ ۲۷ر جولائی کو ایک چور رات کے ۲ بجے میرے گھر گھسا تھا۔ اور میں نے کئی دوستوں کی مدد سے اس کو گھر کے اندر ہی پکڑ لیا تھا۔ پولیس نے پنچ نامے پر میرا نام بھی لکھ لیا۔ ایک طرف عدالت کا سمن دوسری طرف جمعہ کا خیال۔ کیسی اذیت تھی کہ خدا نے ایک بجے کے قریب ہم لوگوں کو عدالت سے فارغ کرادیا۔ میں سیٹھ عبداللطیف صاحب کی موٹر پہ گھر آیا۔ دیکھا کہ ابھی نماز شروع نہیں ہوئی۔ خیر میں نے نماز پڑھائی۔ اس کے بعد جیسا کہ ایک دوست مکرم عبدالقادر صاحب ہر جگہ آگے بڑھے۔ یہ دوست میری مجلس میں خوشی کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ اور میں یہ سمجھنے میں ابھی تک ناکام تھا کہ میری باتوں کا ان پر

کیا اثر ہوتا ہے۔ مگر اس وقت انہوں نے کہا کہ آج بیعت فارم پر مجھ سے دستخط کرا لیجئے میرا چہرہ فرطِ مسرت سے چمک اٹھا۔ میں پہلے ہی اس دوست کی خاموش مزاجی اور سلامت روی سے متاثر تھا۔ ارادہ بیعت نے قربت مسرور کر دیا۔ خیر چند احباب کے سامنے انہوں نے بیعت فارم پر دستخط کئے۔ اور مبلغ ۔/۵ روپے دے کر اسی وقت مالی قربانی میں بھی شرکت کر لی۔

کچھ انجیل کے متعلق

آج کل میں باقاعدگی سے مغرب کے بعد دار التبلیغ میں بیٹھتا ہوں۔ ایک دن میرے پاس مختلف مدارس خیال کے لوگ بیٹھے تھے۔ احمدی۔ ہندو۔ دہریئے اور عیسائی سبھی تھے۔ بات تحریف انجیل پر چلی۔ اس پر عیسائی عالم نے وہی پرانی بات کہی کہ تحریف ترجمہ کرنے والے کر لیتے ہیں۔ انجیل کا اصلی نسخہ جو یونانی میں ہے اس پر کوئی تحریف نہیں ہوئی۔ میں نے اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فرمائی ہوئی بات کہی کہ اصل انجیل تو اس زبان میں ہونی چاہیئے تھی جو یسوع مسیح کی مادری زبان تھی۔ اور وہ عبرانی تھی۔ نہ کہ یونانی۔ یہ کہہ کر میں نے احمدیہ لائبریری سے یونانی اور عبرانی انجیل کے دونوں نسخے نکال کر میز پر رکھ دیئے۔ اور کہا کہ بتایئے ہم یونانی کو اصل کس بنیاد پر قرار دیں۔ یہ باتیں بہت خوشگوار فضا میں ہوئیں۔

مگر میرے خوجہ دوست نے انجیل کی اندرونی تعلیم پر بحث شروع کی۔ اور منجملہ اور باتوں کے انجیل متی کے ۱۹ ویں باب کی بارھویں آیت پیش کی جس میں ان ہیجڑوں کی تعریف کی گئی ہے جو اپنے کو آسمانی بادشاہت میں داخل ہونے کے لئے خصی کر دیتے ہیں۔ ہمارے دوست نے اس آیت کی بہت کچھ تاویل کرنی چاہی مگر خوجہ دوست کی گرفت کچھ ڈھیلی نہ ہو سکی۔

عیسائیوں کا ایک اقلیتی فرقہ

سویرے جب میں اپنے ہال سے دار التبلیغ کا فرش دھلوا رہا تھا۔ ایک عیسائی نوجوان تبلیغ عیسائیت کے لئے آ گئے۔ یہ عیسائیوں کے اس فرقے سے تعلق رکھتے ہیں جس کا یہ عقیدہ ہے کہ یسوع مسیح کا نزول روحانی طور پر ہو چکا ہے اور اس روحانی نزول کے بعد خدا کی بادشاہت کے دن قریب آ گئے ہیں۔ لہٰذا لوگوں کو پارسا بن جانا چاہیئے۔ اور جلد جلد بپتسمہ لے کر خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ میں نے ان کی باتیں بہت توجہ سے سنیں۔ انہیں سمجھایا اور کہا جب تو آپ کے یسوع مسیح کو مانتا ہوں مہربانی کر کے آپ بھی ہمارے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مان لیں۔ یہ سنکر وہ کچھ گھبرا تو ضرور گیا۔ اور اس کے بعد وہ ... [illegible]

دیا جو کوئی عالمگیر تحریک کا حامی زبان پر نہیں لا سکتا۔ لیکن وہ بول گیا۔ اس پر خوب ہنسی ہوئی۔ وہ خود بھی اپنے جواب پر خوب ہنسا۔

ان کا جواب یہ تھا کہ محمد (صلعم) کا ذکر ہماری کتابوں میں نہیں اس لئے ہم ان کو نہیں مان سکتے۔ یہ بڑا بھونڈا سا جواب تھا اس سے عیسائیت انتہائی تنگ نظر ثابت ہوتی ہے۔ لیکن خیر بات ہنسی ہنسی میں اڑ گئی۔ اور خود ہنس کر انہوں نے اپنی خفت میں کمی کر دی۔ اس کے بعد میں نے انہیں اپنے لٹریچر دیئے۔

میں نے ان سے پوچھا کہ شہر بمبئی میں آپ کے فرقے کے اس طرح کام کرنے والے کتنے ہیں؟ تو ان کا جواب تھا پانچ سو۔ بڑا کس فرقہ کا ذکر ہے جس کو "مینار نگہبانی" "Watch Tower" والا فرقہ کہتے ہیں اور عیسائیوں میں تبلیغی فرقہ کہلاتا ہے اس وقت مجھ کو اپنی بے بال و پری کا بہت احساس ہوا۔ بمبئی عظمیٰ کی پچاس لاکھ کی آبادی میں میں تنہا۔ اور جو میرے احمدی دوست ہیں، وہ معاش کے اتنے مارے ہیں کہ انہیں خدمتِ دین کے لئے کوئی دن وقف کرنے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔

مسٹر تاج رحمانی کا مطالعہ احمدیت

خیر وہ شخص ہنستا ہنستا چلا گیا۔ کچھ دیر کے بعد مکرم مسٹر تاج رحمانی صاحب تشریف لائے اور ایک کاغذ میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ دیکھا تو زنت پیج پر لکھا تھا۔

"تحریکِ احمدیت پر ایک طائرانہ نگاہ"

اس وقت تک چند غیر احمدی ملاقاتی بھی آ گئے ہیں خاموشی سے اس مضمون کا مطالعہ کر رہا تھا کہ مکرم مسٹر تاج صاحب نے یہ مضمون میرے ہاتھ سے لے لیا اور کہا کہ یوں نہیں۔ بلکہ یوں پڑھا جاتا ہے۔ یہ کہہ کر اپنی گرجدار آواز سے یہ مضمون پڑھنے لگے۔ خود جھومتے دوسروں کو جھماتے خود جوش میں آتے اور دوسروں کو جوش میں لاتے۔ کچھ دیر تک یہی سماں رہا۔ میں نے مضمون نگار کا شکریہ ادا کیا۔ غالباً احباب کرام "بدر" میں یہ مضمون پڑھ چکے ہوں گے۔ اب مسٹر تاج صاحب دوسرے مضمون کی تیاری کر رہے ہیں۔

دیوالی کے دعوت نامے

اس کے بعد تو بمبئی کی مشہور دیوالی کے دن آ گئے۔ اور یہ ناممکن تھا کہ اس موقعہ پر میں احباب کی عنایات کا ہدف نہ بنتا۔ دعوت نامے کئی جگہوں سے آئے۔ مگر میں اس سوسائٹی میں گیا۔ جو میری پسندیدہ ہے۔ یعنی "سوسائٹی آف سرونٹس آف گاڈ" اس میں معززین شہر اکٹھے ہوتے ہیں۔

آج وہاں "نورِ الٰہی" پر بات چلی۔ میں آج وہاں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ ایک سن رسیدہ پارسی بزرگ دعوتِ اسلامی تصوف کی ... [illegible]

موٹی موٹی اصطلاحیں بول رہے ہیں۔ میں تو بے ساختہ اس طرف متوجہ ہو گیا۔ وہ وجودی مسلک سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے اپنی تائید میں شمس تبریز کو پیش کیا اور میں نے ان کے مرید پیر رومی کو۔ چوٹ برابر کی تھی۔ اور یہ مسئلہ اپنی جگہ جوں کا توں پڑا رہا۔ چونکہ یہ بڑا دقیق علمی موضوع ہے اس لئے میں اسے درج کرنے سے احتراز کرتا ہوں۔ احباب کرام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ جہاں کئی جگہ اس نظریہ کا ذکر آیا ہے۔

اس علمی بحث کی جھنکار کھانے کی پلیٹوں کی جھنکار میں کھو گئی۔ مگر ایک شخص اس لذیذ دسترخوان پر نہ معلوم کیوں مسلمانوں کا روزہ یاد آ گیا۔ اور انہوں نے کچھ طنزیہ انداز میں رمضان شریف کا ذکر کیا۔ پھر کیا تھا۔ ڈاکٹر دین شاہ مہتا نے انہیں آڑے ہاتھوں لیا۔ اور اسلامی روزے کے بہت سے مفید پہلو بتائے۔ وہ خود ایک ماہر ڈاکٹر ہیں اس لئے طبی نقطۂ نظر سے اسلامی روزے کے فوائد پر بہت اچھی طرح روشنی ڈالی۔

اس کے بعد ڈاکٹر دین شاہ مہتا نے مجھے انگریزی قرآن شریف کے دو نسخوں کے آرڈر دیئے۔ اور ڈاکٹر دیوانی نے اس شکایت کے ساتھ مجھے رخصت کیا کہ آپ اب بہت کم آیا کرتے ہیں۔

اردو زبان کی دینی حیثیت

۲۲ر اکتوبر کا ذکر ہے کہ دار التبلیغ بمبئی میں قاضی غیاث الدین صاحب کی تعلیمی اسکیم پر بحث چھڑ گئی۔ اس بحث میں ایک پارسی دوست اور مسٹر تاج رحمانی صاحب نے خوب حصہ لیا۔ اردو کی بین الاقوامی حیثیت پر بحث کا مرکزی نقطہ بن گیا۔ اتفاق سے انہیں دنوں اردو زبان پر الفضل کا ایک اداریہ آیا ہوا تھا۔ میں نے یہ کاپی میز پر رکھ دی۔ اس اداریے نے اس پارٹی کا پلہ گراں کر دیا جو اردو کو قومی و ملکی ہونے کے دینی حیثیت بھی دینے پر مصر تھا میں نے دخل در معقولات کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت ہند و پاک میں صرف جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے جو اردو زبان کو بین الاقوامی معیار پر پھیلا رہی ہے۔ اور انشاء اللہ مستقبل قریب میں اسی جماعت کے ذریعہ اس زبان کو ساری دنیا میں دینی حیثیت حاصل ہو گی۔ ہمارے سید و مولیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان اردو تھی۔ آپ کی اکثر کتب اردو میں ہیں۔

آپ کے ذریعہ قرآنی علوم و معارف کا سارا ذخیرہ اردو میں منتقل ہو گیا ہے۔ لہٰذا آج نہیں تو کل ساری دنیا کو اردو کی دینی حیثیت تسلیم کرنی ہو گی۔ میرے اس قول سے حامیانِ اردو کا چہرہ دمک اٹھا۔

جماعت احمدیہ نائیجیریا

انہیں دنوں کی بات ہے کہ بمبئی کے ایک روزنامہ "اجمل" میں آزاد نائیجیریا پر ایک مضمون شائع ہوا۔ مضمون معلومات افزا تھا۔ پڑھتے پڑھتے تیسرے کالم پر آیا تو شروع میں ہی جماعت احمدیہ کا ذکر پایا۔ لکھا تھا کہ

مسلمانوں کے احمدیہ مشن کے مبلغین بھی تبلیغ اسلام کے سلسلے میں یہاں نمایاں اور قابلِ قدر خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔

یہ پڑھ کر دل باغ باغ کیوں نہ ہوتا۔ میں نے ان سطروں پر نشان لگا کے وہ مضمون میز پر رکھ دیا۔ کسے نے جانے والے پڑھتے گئے۔ ایک زندہ دل دوست نے یہ سطریں پڑھ کر اپنا سر اٹھایا۔ اور کہا واہ واہ اب تو آپ لوگوں پر یہ مصرع صادق آنے لگا کہ

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

ایشیا، افریقہ، یورپ اور امریکہ جہاں تبلیغ اسلام کا ذکر آیا وہیں آپ لوگ موجود ہیں خوش ہو کر کہا

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

میں نے زور سے آمین کہی۔

اس قسم کے اکثر مضامین روزنامہ اجمل میں کسی سفارت خانے۔ قونصل خانے یا لیگیشن کی طرف سے اشاعت کیلئے بھیجے جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ مضمون بہت اہم ہے اور جماعت احمدیہ نے ہر ملک سے اپنے وجود کو منوا لیا ہے۔

ایک عوت شرکت

کل کی بات ہے کہ دن کے گیارہ بجے ایک کار میرے دروازے پر آ کے لگی۔ اور اس سے ایک نہایت خوشپوش سن رسیدہ بزرگ برآمد ہوئے اور آتے ہی بولے۔ ارے مولانا۔ میں نے کتنی مرتبہ آپ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی مگر نہ آئے آج تو خود لینے آیا ہوں۔ میرے یہاں ختنہ کی ایک تقریب ہے چلیں۔ میں ان کے ساتھ ہو گیا ان کے مکان پر پہنچا تو وہاں پچاسوں آدمیوں کو موجود پایا لباس سے معلوم ہوتا تھا کہ ان میں اکثر او نچے درجے کے تاجر ہیں۔ خیر بیٹھے سیٹھ عبد اللطیف صاحب نے بہتوں سے تعارف کرایا۔ اب سمجھو کہ نظر میری طرف تھی ہر طرف سرگوشیاں شروع ہو گئی تھیں۔ کوئی نگاہ توجہ سے دیکھ رہا تھا اور کوئی نظر بے اعتنائی سے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

تحریک جدید

جس کا اجرا منشاءِ الٰہی کے ماتحت ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان اسلامی مقصد کو پورا کرنے اور انسانیت کی جڑوں کو مضبوط کرنے کا بیج رکھا گیا ہے۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

ششماہی بجٹ لازمی چندہ جات

اور

احباب جماعت و عہدیداران کا فرض

ہر احمدی پر واضح ہے کہ جماعت احمدیہ تبلیغی، تعلیمی، تربیتی اور خدمت خلق کے کاموں پر کس قدر اموال خرچ کر رہی ہے اور یہ سارے کام احباب جماعت کے تعاون اور ان کے چندوں سے انجام پا رہے ہیں۔ اگر خدانخواستہ چندہ جات کی وصولی پورے طور پر نہ ہو تو اس کا لازمی نتیجہ سلسلہ کے ان اہم اور ضروری امور کی تکمیل میں رکاوٹ ہوگا۔

نظارت بیت المال قادیان کی طرف سے ہر ماہ باقاعدگی سے لازمی چندہ جات اور دوسری طوعی تحریکات کے وعدہ کی سو فی صدی ادائیگی کے لئے احباب جماعت و عہدیداران جماعت کو اخبار بدر، سائیکلوسٹائل تحریکات اور مرکزی نمائندوں کے ذریعہ توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔

مالی سال رواں کی ششماہی اول گذر چکی ہے لیکن بجٹ کے لحاظ سے متعدد جماعتوں کی طرف سے لازمی چندہ جات میں آمد کم ہوتی ہے اور بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی وصولی اب تک بالکل برائے نام ہے۔ مالی تحریک کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

خدا کی رضا کو تم پا ہی نہیں سکتے جبتک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے لیکن اگر تم تلخی اٹھاؤ گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے ....

یہ دین کیلئے اور دین کی اغراض کیلئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہ آئیگا۔ چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ (قادیان) اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر شخص فضول خرچیوں سے اپنے تئیں بچائے اور اس راہ میں اپنا روپیہ لگائے اور ہر حال میں صدق دکھائے تا فضل اور روح القدس کا انعام پائے ...... دنیا میں آجتک کون سا سلسلہ ہوا ہے جو خواہ دنیوی حیثیت سے یا دینی بغیر مال چل سکا ہے دنیا میں ہر ایک کام اس لئے کہ یہ عالم اسباب ہے اسباب سے ہی چلایا جاتا ہے پس کسقدر بخیل وہ ممسک وہ شخص ہے جو ایسے عالی مقصد کی کامیابی کیلئے ادنیٰ چیز مثل چند پیسے خرچ نہیں کرسکتا.... پس تم میں سے ہر ایک کو جو حاضر یا غائب ہے تاکید کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو چندہ سے خبردار کرو اور ہر ایک کمزور بھائی کو بھی چندوں میں شامل کر دیں یہ موقعہ پھر ہاتھ آنے کا نہیں .....

اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کریگا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں جملہ عہدیداران جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں نہ صرف سو فی صدی وصولی لازمی چندہ جات کے لئے مؤثر کارروائی کریں ششماہی اول کی وصولی لازمی چندہ جات کے لئے مؤثر کارروائی کر کے ششماہی اول کی وصولی کی کمی کو پورا کریں بلکہ طوعی تحریکات میں بھی زیادہ سے زیادہ وصولی کر کے مرکز میں بھجوا کر فرض شناسی کا ثبوت دیں۔

سلسلہ کی ضروریات کے بڑھ جانے کی وجہ سے امسال سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد کے ماتحت اضافہ آمد کے لئے درویش فنڈ کی تحریک کی گئی تھی لیکن اس مد کے وعدہ جات اور وصولی کی پوزیشن بھی توقع سے بہت کم ہوئی ہے۔ احباب کو اس طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔

ماہ نومبر میں تحریک جدید کا مالی سال ختم ہو رہا ہے اور تحریک جدید کے ۲۸ویں سال کا اعلان ہو چکا ہے لہذا تحریک جدید کا چندہ جس کے ذمہ قابل ادا ہے وہ اسی ماہ میں ادا کر کے ایثار و قربانی کا ثبوت دیں اور اس مالی جہاد میں آئندہ اپنا قدم آگے بڑھانے کے لئے تیار رہیں۔

جملہ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنے مالی فرائض کی طرف توجہ فرما کر جلد چندہ جات کی پوری ادائیگی کر دیں کیونکہ ان کی پوری توجہ نہ ہونے کی وجہ سے جماعتی کاموں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

مجھے امید ہے کہ احباب اور عہدیداران اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے جلد از جلد سابقہ کمی آمد کو پورا کر دیں گے اور آئندہ ادائیگی چندہ جات میں باقاعدگی اختیار کر کے آمد میں کمی نہ آنے دیں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور حافظ و ناصر رہے۔ اور اپنی رضا کی راہوں پر چلا کر زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق دے۔ آمین

ناظر بیت المال قادیان

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ میں گنتی کے دن باقی رہ گئے ہیں۔ جن جماعتوں کی طرف سے حال چندہ جلسہ سالانہ کی پوری رقم بعد وصولی مرکز میں ارسال نہیں کی گئی انہیں چاہیئے کہ جلد از جلد بقیہ چندہ وصول کر کے بھجوا دیں کیونکہ یہ چندہ جلسہ سے قبل مرکز میں پہنچنا ضروری ہے تاکہ جلسہ کا انتظام بسہولت ہو جائے۔ امید ہے کہ احباب جماعت اور عہدیداران فوری توجہ فرما کر فرض شناسی کا ثبوت دیں گے اور عنداللہ ماجور ہوں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

کراچی ۶ر نومبر۔ سرکاری حلقوں کا اندازہ ہے۔ کہ مشرقی پاکستان کے دو حالیہ طوفانوں اور سمندری سیلابوں میں ۱۵ سے ۲۰ ہزار تک اشخاص ہلاک ہوئے ہیں۔ پہلا طوفان ۱۰ر اکتوبر کو آیا تھا۔ اور دوسرا ۳۱ر اکتوبر کو کہا جاتا ہے دوسرے طوفان میں پہلے طوفان کی نسبت بہت زیادہ تباہی ہوئی ہے۔ اس طوفان کی رفتار ۹۰ میل فی گھنٹہ تھی اور سمندری لہریں دس دس بارہ بارہ فٹ تک بلند ہوئی تھیں۔ جنہوں نے کئی جزیروں میں بے پناہ تباہی بپا کی۔ سرکاری حلقوں کا کہنا ہے دونوں طوفان ساری دنیا کے المناک واقعات میں خوفناک ٹریجڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ان کی تباہی کی شدت اگادیر (مراکو) کے گزشتہ سال کے خوفناک زلزلہ سے ہونے والی تباہی جیسی تھی۔ ابھی متاثرہ علاقوں میں ذرائع مواصلات بحال نہیں ہوئے۔ اس لئے نقصان کا قطعی اندازہ نہیں لگ سکا۔ اور جب قطعی تخمینہ لگے گا تو ہلاک ہونے والوں کی تعداد حیران کن حد تک زیادہ نکلے گی۔ ابھی تک سرکاری طور پر دوسرے طوفان میں ہلاک شدگان کی تعداد چار ہزار بتائی گئی ہے جبکہ پہلے طوفان میں اموات کی تعداد کا اندازہ چھ ہزار بتایا گیا تھا۔ ایک سرکاری اعلان کیا گیا ہے کہ ۳۱ر اکتوبر کو مشرقی پاکستان میں جو طوفان آیا تھا اس کے دوران میں ہوائی جہازوں کا شیڈ مکمل طور پر تباہ ہو گیا۔ جس کے نتیجہ میں ۴ گا ئیڈ ہوائی جہازوں کو شدید نقصان پہنچا۔ ہوائی اڈہ کو جو نقصان پہنچا ہے اس کا صحیح اندازہ ابھی نہیں لگایا جا سکا ہے لیکن مرمت کے کام پر قریب ایک لاکھ روپیہ خرچ ہونے کا اندازہ ہے۔

نئی دہلی ۷ر نومبر۔ باخبر حلقوں کا بیان ہے کہ شری گپتا نے جو پوزیشن اختیار کر لی ہے اسکے پیش نظر شری سمپورنانند کے لئے استعفےٰ پیش کرنے سے پہلو تہی کرنا ایمانداری کے ساتھ ممکن نہیں ہوگا۔ ایسی صورت میں لوپی شری گپت کے مکھیہ منتری بننے کے سوائے اور کوئی چارہ کار نہیں رہے گا۔ کیونکہ ہائی کمانڈ نے اس امکان کو خارج از بحث قرار دیا ہے کہ کوئی باہر کا آدمی یوپی کی چیف منسٹر شپ کی نازک ذمہ داری اپنے کندھوں پر لے۔ دہلی کے باخبر حلقوں نے بتایا کہ کانگرس ہائی کمان نے شری گپتا کو مکھیہ منتری بنانے کے بارہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے۔

ہانگ کانگ ۶ر نومبر۔ چین نے ماسکو میں کمیونسٹ دنیا کے رہنماؤں کی ہونے والی کانفرنس میں شرکت کیلئے جو وفد بھیجا ہے اس سے یہ خیال ظاہر کیا جا رہا ہے کہ چین روس کے ساتھ نظریاتی لڑائی میں بالکل نہ جھکے گا۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ روس اور چین میں چل رہا نظریاتی جھگڑا معمولی نہیں۔ اگر روس اس نظریاتی لڑائی میں چین کے آگے کچھ جھک گیا۔ یا وہ چین کو اپنے راستہ پر لانے میں ناکام رہا تو دنیا بھر میں تشدد آمیز انقلاب برپا ہوں گے اور ہو سکتا ہے کہ ان کے نتیجہ میں عالمگیر جنگ بھی چھڑ جائے۔ چینی وفد کے دس ممبروں میں سے ۹ ممبر چین کے تھیوری کے بڑے ماہر ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ چینی وفد روس پر زور دے گا کہ وہ داخلی اور خارجی معاملات میں کمیونسٹ تھیوری سے انحراف کرنا چھوڑ دے۔

نئی دہلی ۶ر نومبر معلوم ہوا ہے کہ طلباء میں قومی شعور اور بیداری پیدا کرنے کے لئے تمام تعلیمی اداروں میں ملک گیر سطح پر جلد ہی ایک مہم شروع کی جائے گی۔ یہ فیصلہ دہلی میں منعقدہ وزراء تعلیم کی میٹنگ میں ہوا۔ کہا جاتا ہے۔ تمام صوبوں کے نمائندوں نے طلباء میں وسیع تر نظریہ اور جذبہ پیدا کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

نئی دہلی ۶ر نومبر۔ روس کے انقلاب اکتوبر کی سالگرہ کے موقع پر راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد نے روس کی سپریم سوویٹ کے پریسیڈیم کے صدر کے نام مبارکباد کا درج ذیل پیغام بھیجا ہے "آپ کے قومی جشن کے اس مبارک دن پر میں بھارت سرکار، بھارتی عوام اور اپنی طرف سے آپ کے توسط سے روسی عوام تک اپنی انتہائی مخلصانہ مبارکباد اور آپ کی طویل زندگی و ذاتی عافیت نیز آپ کے عوام کی مسلسل ترقی و خوشحالی کے لئے اپنی بہترین خواہشات بھیجتے ہوئے از حد خوشی محسوس کر رہا ہوں آپکے وطن عظیم کے میرے حالیہ دورے کی خوشگوار یاد ابھی تک میرے دل میں موجود ہے۔ جس کی بدولت ہمارے دونوں ملکوں کے عوام میں دوستی کے رشتے زیادہ مضبوط ہو گئے ہیں"۔

نئی دہلی ۶ر نومبر۔ مرکزی وزارت خوراک و زراعت نے ۲۰ لاکھ ٹن اناج ذخیرہ کرنے کے لئے گودام بنانے کے پروگرام کو آخری شکل دیدی ہے۔ یہ پروگرام ۵۰ لاکھ ٹن اناج کا سٹاک قائم کرنے کی سکیم کے ماتحت بنایا گیا ہے۔

کٹک ۶ر نومبر شری سمپورنانند سابق صدر کانگرس نے ایک پبلک میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ملک کو ان لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہندوستان کے خلاف کوئی جارحانہ کارروائی نہیں ہوئی۔ حالانکہ چین نے ہندوستان کے ۱۲ ہزار مربع میل علاقہ پر قبضہ کر رکھا ہے۔ آپ نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ ملک کو مضبوط بنانے کے لئے متحد ہوں اور سخت محنت سے کام کریں۔ آپ نے کہا اگر ہم بھاشا کے نام پر یا کسی اور وجہ سے آپس میں لڑتے ہیں اور اپنے نفاق کا مظاہرہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہماری سرحدوں پر طاقتور ممالک بیٹھے ہیں۔ جو اس قسم کے موقعہ سے فائدہ اٹھانے کا انتظار کر رہے ہیں۔ ہمارے ۱۲ ہزار مربع میل علاقہ پر قبضہ کیا جا چکا ہے ہمیں یہ سبق سیکھنا ہے کہ اگر ایک ریاست غیر ملکی جارحانہ کارروائی کا شکار ہو جائے تو دوسری ریاست مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہمیں متحد ہونا چاہیئے۔ اور اپنے ملک کی حفاظت کرنی چاہیئے۔

کراچی ۶ر نومبر۔ مشرقی پاکستان میں جہاں کہ پچھلے ۴ ہفتوں میں جوار بھاٹا اور طوفان سے دو بار تباہی آچکی ہے ریلیف کے کام کو تیز کر دیا گیا ہے۔ اور آج مصیبت زدگان کے لئے ہوائی جہازوں کے ذریعہ خوراک اور کپڑے گرائے جائیں گے۔

نئی دہلی ۶ر نومبر۔ پتہ چلا ہے کہ فوجی حکام نے روس سے آٹھ مال بردار ہوائی جہاز اور ۱۰ ہیلی کوپٹر خرید رہے ہیں۔ جو سرحدی علاقوں میں سڑکوں کی تعمیر کے لئے استعمال کئے جائیں گے مال بردار جہاز ایک ایک کروڑ روپے میں خریدے گئے ہیں۔ ان میں بھاری سے بھاری مشینری سرحدی علاقوں پر پہنچائی جا سکے گی سرحدی علاقوں میں سڑکیں بنانے پر ایک ارب ۲۰ کروڑ روپیہ خرچ ہونے کا اندازہ ہے خیال ہے کہ یہ پروگرام ۳ برس میں پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔

ماسکو ۶ر نومبر۔ روسی وزیر اعظم مسٹر کروشچیف نے کل کریملن میں کینیڈا کے سفیر مسٹر ڈیوڈ جانسن کے ساتھ ملاقات کے دوران اپنی معزولی کی افواہوں کا خوب مذاق اڑایا مسٹر جانسن مسٹر کروشچیف سے الوداعی ملاقات کرنے گئے تھے کیونکہ وہ روس میں کینیڈا کے سفیر کے عہدہ سے ریٹائر ہو رہے ہیں۔ چنانچہ اس ملاقات کے بعد مسٹر جانسن نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ جب میں نے مسٹر کروشچیف سے انہیں وزیر اعظم کے عہدے سے ہٹائے جانے اور انکی جگہ مسٹر میلنکوف کے حکومت سنبھالنے کی افواہوں کا ذکر کیا تو مسٹر کروشچیف خوب ہنسے اور کہنے لگے کہ آپ لوگوں نے تو خیال کیا ہوگا کہ میری حکومت کا تختہ الٹ چکا ہوگا لیکن میں اب بھی یہاں موجود ہوں (پرتاپ ۸ نومبر ۱۹۶۰ء)

بمبئی میں ہمارے مشاغل (بقیہ صفحہ ۱)

آخر بات آہستہ آہستہ رات پر آئی اور ان رسوم کا ذکر چھیڑا جماعت احمدیہ کے نزدیک اس سنت کی کیا حقیقت ہے؟

میں نے بتایا کہ ہم اسے ابراہیمی سنت سمجھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ میں نے یہ بھی بتایا کہ قادیان میں ایک ہندو خاندان تھا جس کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد پر ختنہ کرایا اور انکے ہاں اولاد ہوئی۔

یہ سنکر لوگ بولے کہ پھر یہ معلوم نہیں ہوا کہ عملی طور پر ہم میں اور آپ لوگوں میں کیا فرق ہے؟ وہی نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ پہلے تو ہم لوگ سنتے تھے مگر اب تو آنکھوں سے دیکھنے میں آ رہا ہے تو خود ہم لوگوں نے احمدیوں کو صحیح کرتے دیکھا ان میں سے ایک شخص مکرم سید محی الدین صاحب ایڈوکیٹ رانچی کے رفیق سفر تھے۔

اسکے بعد بات سے بات نکلی اور گیارہویں وغیرہ بدعات کا ذکر آیا میں نے جماعت احمدیہ کا طریق عمل واضح کیا۔ اور بیعت فارم کی چھٹی شرط پڑھ کر سنائی۔ سب پونکہ نوجوان روشن خیال آرہے ہیں وہ اچھے۔۔۔

اسلامی فرقوں میں سے
جنتی فرقہ
تفصیل کیلئے دیکھو
اہل اسلام کسطرح ترقی کرسکتے ہیں
چوبیسواں ایڈیشن کارڈ آنے پر
مفت
عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن

اسلام کا ایک
عظیم الشان معجزہ
تمام جہان کیلئے عموماً
سکھ و ہندو اقوام کیلئے خصوصاً
کارڈ آنے پر
مفت
عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن